خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی کا ترجمان سہ ماہی

المنار

T. I. COLLEGE OLD STUDENTS ASSOCIATION GERMANY

ALMANAR DEUTSCHLAND

اکتوبر۔نومبر۔دسمبر 2022

المنار جرمنی

بابت ماہ اکتوبر۔نومبر۔دسمبر 2022 بمطابق اخاء۔نبوت۔فتح۔1401 ہجری شمسی

زیرِ نگرانی

پروفیسر چوہدری حمید احمد صاحب
سرپرست تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی

صدر تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی
چوہدری عبد الغفور ڈوگر

مدیر اعلیٰ المنار
چوہدری محمد کولمبس خاں

پتہ
Bait us Sabooh
Genferstrasse 11
60437 Frankfurt / M
E-Mail: columbuskhan@gmail.com

سیّدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کی منظوری سے
ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی کو گزشتہ کئی سالوں سے پاکستان میں مستحق طالب علموں کی مالی اعانت کی توفیق مل رہی ہے۔ الحمدللہ کہ اس مد میں قربانی کرنے والے بھائیوں کی تعداد اور رقم کی ادائیگی میں مسلسل اضافہ ہورہاہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قربانی کو قبول فرماتے ہوئے اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

جرمنی میں ٹکو ساسکالرشپ فنڈ اور ممبرشپ فیس صرف جماعتی رسید بکس پر ادا کی جاسکتی ہے۔

جو دوست آن لائین بھجوانا چاہیں ان کی سہولت کے لئے اکاؤنٹ ذیل میں درج ہے۔

AHMADIYYA MUSLIM JAMAAT-BRD
DE 41 5001 0060 0244 0236 04
BIC: PBNKDEFFXXX

ممبرشپ کے لئے TMF
وظیفہ کے لئے TSF
کی مد میں رقم جماعتی رسید بک پر جمع کروائی جائے

حمید احمد چوہدری
سرپرست
ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی

ارشادِ باری تعالیٰ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِذَا الشَّمۡسُ کُوِّرَتۡ ۔ وَ اِذَا النُّجُوۡمُ انۡکَدَرَتۡ ۔ وَ اِذَا الۡجِبَالُ سُیِّرَتۡ ۔ وَ اِذَا الۡعِشَارُ عُطِّلَتۡ ۔

وَ اِذَا الۡوُحُوۡشُ حُشِرَتۡ ۔ اِذَا الۡبِحَارُ سُجِّرَتۡ ۔ وَ اِذَا النُّفُوۡسُ زُوِّجَتۡ ۔ وَ اِذَا الۡمَوۡءٗدَۃُ سُئِلَتۡ ۔

بِاَیِّ ذَنۡۢبٍ قُتِلَتۡ ۔ وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتۡ ۔

اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بِن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

جب سورج لپیٹ دیا جائے گا۔ اور جب ستارے ماند پڑ جائیں گے۔ اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے۔ اور جب دس ماہ کی گابھن اُونٹنیاں بغیر کسی نگرانی کے چھوڑ دی جائیں گی۔ اور جب وحشی اکٹھے کئے جائیں گے۔ اور جب سمندر پھاڑے جائیں گے۔ اور جب نُفوس ملا دیئے جائیں گے۔ اور جب زندہ درگور کی جانے والی (اپنے بارہ میں) پوچھی جائے گی۔ (کہ) آخر کس گناہ کی پاداش میں قتل کی گئی ہے؟ اور جب صحیفے نشر کئے جائیں گے۔

فرمانِ رسول ﷺ

کَلِمَتَانِ خَفِیفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ، ثَقِیلَتَانِ فِی الْمِیزَانِ، حَبِیبَتَانِ إِلَی الرَّحْمٰنِ:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہِ، سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیمِ ..

دو کلمے اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں وہ زبان پر ہلکے ہیں مگر تول میں وزنی ہیں اور وہ ہیں

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہِ، سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیمِ ..

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو اور اے تمام وہ انسانی روحو! جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ ہے۔" (تریاق القلوب۔ صفحہ 7)

ارشاد سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

دین بچپن میں سکھانا چاہیے:۔اسی طرح ایک اور خرابی یہ ہے کہ اور تو ساری باتیں بچپن میں سکھانے کی خواہش کی جاتی ہے مگر دین کے متعلق کہتے ہیں کہ بچّہ بڑا ہو کر سیکھ لے گا ابھی کیا ضرورت ہے۔بچّہ نے ابھی ہوش نہیں سنبھالی ہوتی اور ڈاکٹر منع کرتا ہے کہ ابھی اسے پڑھنے نہ بھیجو مگر ماں باپ اُسے سکول بھیج دیتے ہیں اور گو وہ کہتے ہیں کہ چونکہ آوارہ پھرتا ہے اس لیے سکول میں بیٹھا رہے گا مگر اُن کی خواہش یہی ہوتی ہے کہ وہ سال جو اس کے ہوش میں آنے کے ہیں اُن میں بھی کچھ نہ کچھ پڑھ ہی لے۔ مگر نماز کے لیے جب وہ بلوغت کے قریب پہنچ جاتا ہے تب بھی یہی کہتے ہیں ابھی بچّہ ہے بڑا ہو کر سیکھ لے گا۔ اگر یہ کہا جائے کہ بچّے کو نماز کے لیے جگاؤ تو کہتے ہیں نہ جگاؤ نیند خراب ہو گی لیکن اگر صُبح امتحان کے لیے انسپکٹر نے آنا ہو تو ساری رات جگائے رکھیں گے۔ گویا انسپکٹر کے سامنے جانے کا تو اتنا فکر ہوتا ہے کہ مگر یہ نہیں کہ خدا کے حضور جانے کے لیے جگادیں۔ تو بچّے کو بچپن میں ہی دین سکھانا چاہیے جو بچپن میں نہیں سکھاتے اُن کے بچے بڑے ہو کر بھی نہیں سیکھتے......پس جب تک ماں باپ یہ نہ سمجھیں گے کہ دین سیکھنے کا زمانہ بچپن ہے اور جب تک یہ نہ سمجھیں گے کہ ہمارا اثر بچپن میں ہی بچوں پر پڑ سکتا ہے تب تک بچّے دیندار نہیں بن سکیں گے۔

(اوڑھنی والیوں کے لیے پھول صفحہ 127 ستمبر 2008 نظارت نشر و اشاعت قادیان)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمایا:”اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایم ٹی اے کے ذریعہ سے دنیائے احمدیت کو اس طرح اکٹھا اور باخبر کر دیا ہے کہ اب خلیفۂ وقت کے دَوروں اور جماعتی پروگراموں اور خبروں کو سننے کے لئے لمبا انتظار اور جماعتی رسائل اور اخبارات کا انتظار نہیں کرنا پڑتا بلکہ ساتھ ہی ساتھ ہر خبر پہنچ رہی ہوتی ہے۔ ہر پروگرام دیکھا جارہا ہوتا ہے۔ بلکہ جلسوں کی کارروائی اور ماحول کے بارے میں سننے والوں کی طرف سے بعض موقعوں پر فوری تبصرے اور جذبات کے اظہار پروگراموں کے دوران ہی ہو رہے ہوتے ہیں۔......مجھے لوگوں نے لکھا اور اکثر مختلف جگہوں کے، ملکوں کے پروگراموں کے بارے میں بھی لوگ لکھتے رہتے ہیں۔ اور خاص طور پر جہاں مَیں جاؤں وہاں کے بارے میں لوگوں کا خاص اظہار رائے ہوتا ہے۔ مختلف قسم کے جذبات ہوتے ہیں۔ اور انسان اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے اور حمد کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت میسر فرما کر کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو ایک وحدت بنا دیا ہے اور ایک لڑی میں پروئے جانے کے ظاہری نظارے کا خوبصورت سامان مہیا فرما دیا ہے۔ پس اس کے لئے ہمیں جہاں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے وہاں ایم ٹی اے کارکنان جن میں رضاکار کارکن بھی شامل ہیں اور کُل وقتی بھی ان کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہئے۔“

(خطبہ جمعہ یکم ستمبر 2017ء)

پیغامِ صدر

نہایت عزیز برادران!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے آپ سب مع اہل و عیال بفضلہٖ خیریت سے ہوں اور ہمیشہ خیریت سے رہیں۔ المنار کا سال 2022 میں یہ آخری شمارہ آپ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ گزشتہ مہینوں میں جیسے جیسے کرونا کی پابندیوں میں کمی واقعہ ہوئی ہے ہمیں تفریحی سرگرمیوں سے استفادہ کی توفیق ملی۔ توقع ہے کہ اب آہستہ آہستہ زندگی معمول پر آجائے گی۔ ٹکوسا جرمنی کی گزشتہ سہ ماہی کی سرگرمیوں کی رپورٹ آپ اس المنار میں ملاحظہ فرما سکیں گے۔

دنیا کے حالات سے آج کے زمانہ میں انسان بلاواسطہ یا بالواسطہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ایک طرف یوکرائین کے ہمسایہ ملک کی طرف سے جارحیت کے معاشی نتائج اب زیادہ شدت سے سامنے آنے لگے ہیں اور دوسری جانب پاکستان میں سیلاب کی تباہی سے ہمارے دل رنجیدہ ہیں۔ ہیومینٹی فرسٹ کی وساطت سے ہمارے دوستوں نے ممکنہ مدد تو کی ہے لیکن یہ جرمن محاورہ کے مطابق گرم پتھر پر ایک قطرہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ایک طرف اس شدت کا عذاب ہے تو دوسری جانب پاکستان میں حکمران احمدیوں کے خلاف اپنی ستم گر پالیسی پر مسلسل عمل پیرا ہیں۔ علاوہ مساجد مقابر کی بے حرمتی، احمدیوں کو جانی نقصان پہنچانے کے پُرامن اور معصوم احمدی بچوں کے سکولوں سے اخراج کا بھی آغاز کر دیا گیا ہے۔ ہمارا یہ معاملہ بھی حسبِ سابق اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ جتنا ظلم و ستم کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ جماعت پر اس سے کہیں بڑھ کر فضل نازل فرما رہا ہے۔ ٹکوسا جرمنی پاکستان میں احمدی بچوں کی تعلیمی مدد کی مد میں ہر سال اضافہ کے ساتھ رقم پیش کرنے کی توفیق پا رہی ہے۔ اس کے لئے خاکسار تمام قربانی کرنے والے دوستوں کا دلی شکرگزار ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اموال و نفوس میں برکت ڈالے، انکی قربانی کو قبول فرمائے اور ہمارے بچوں کے مستقبل کی خود حفاظت فرمائے۔ آمین

ہمارے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز امریکہ کے دورہ پر گزشتہ ماہ تشریف لے گئے تھے۔ کرونا کے آغاز کے بعد آپ کا یہ پہلا غیر ملکی دورہ تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سفر و حضر میں حامی و ناصر رہے اور کامیابی و کامرانی سے نوازتا رہے۔ آمین۔

مجلس انصار اللہ جرمنی کے سالانہ اجتماع پر منعقد ہونے والے ٹکوسا جرمنی کے انتخابات کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آمدہ منظوری کے نتیجہ میں نئی ایگزیکٹو کی جنوری 2023 تا دسمبر 2025 کی فہرست المنار میں دی جا رہی ہے۔ بھائیوں کی خدمت میں ان عہدیداران سے بھرپور تعاون کی درخواست ہے۔

والسلام

خاکسار

عبدالغفور ڈوگر

(صدر۔ تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی)

پیغام سرپرست ٹکوسا جرمنی

ایسوسی ایشن کے کامیاب سال 2022 کی کارکردگی کا ذکر

الحمدللہ، محترم چوہدری عبدالغفور ڈوگر صاحب کی پرعزم قیادت میں تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کا نہایت کامیاب سال گزرا ہے۔ جس محنت اور لگن سے انہوں نے اس تنظیم کو آگے بڑھانے میں دن رات محنت کی ہے، وہ اس کے لئے ہماری دلی دعاؤں کے مستحق ہیں۔ یکم جنوری 2023 سے وہ انشاء اللہ اپنی نئی عاملہ جو اس سال کے وسط میں ہونے والے انتخاب کے نتیجہ میں بنی ہے اور نہایت متحرک اور پرجوش ہے اس کے ساتھ نئے ولولہ سے کام جاری رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور ان کی ٹیم کو توفیق دے کہ وہ آئندہ سالوں میں خدمت بجالا کر نیک ناموں کو سمیٹنے والے بنیں۔

ایسوسی ایشن کی یہ شاندار کامیابی جہاں صدر صاحب کی ذاتی محنت کی مرہون منت ہے، وہاں ان کی عاملہ کے جملہ ممبران بھی ہماری دعاؤں کے حقدار ہیں۔ ان کے پرخلوص تعاون کے بغیر یہ سب کچھ ممکن نہ ہو پاتا۔ اس مختصر نوٹ میں میں سال کی تمام activities کا احاطہ تو نہیں کر سکتا مگر چند ایک پروگراموں کا اختصار کے ساتھ ذکر کرنا ضروری ہے۔ سب سے پہلے تو چودہ ممبران کے آٹھ دن کے دورہ بلغاریہ اور یونان کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جس نے ہماری پندرہ سالہ پرانی خواہش اور خواب کو پورا کیا۔ پچھلے سالوں میں متعدد مرتبہ ایسے سفر کا پروگرام بنانے کی تجویز عاملہ کے اجلاس کے ایجنڈا پر آتی رہی مگر یہ خواب تشنہ تکمیل رہا۔ اس سال پھر یہ پروگرام زیر بحث آیا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے نہایت ہی پیارے بھائی مکرم سید شکیل احمد صاحب کو خوش رکھے انہوں نے محنت اور ریسرچ کے بعد بلغاریا اور یونان کے اس سفر کا نہایت معقول خرچ پر پروگرام مرتب کیا جسے صدر محترم نے ممبران عملہ سے مشورہ کے بعد منظور کیا اور دوستوں کے اس میں شامل ہونے کی دعوت دی۔ ممبران کا Response اس قدر حوصلہ افزا تھا کہ شامل ہونے والوں کی تعداد کو 14 تک محدود کرنا پڑا کیونکہ اس سے بڑے گروپ کو manage کرنا مشکل ہو جانے کا خدشہ تھا۔ ہماری خوش قسمتی سے کہ اس پروگرام میں فرانس میں مقیم ہمارے سابق طالب علم مکرم محترم چوہدری مقصودالرحمان صاحب بھی شامل ہوئے۔ چوہدری مقصود الرحمان صاحب ہمارے مرحوم بزرگ محترم چوہدری علی اکبر صاحب، سابق ناظر تعلیم، کے صاحبزادے ہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثالث رحمہ اللہ تحریک پر لبیک کہتے ہوئے اچھی بھلی ملازمت چھوڑ جماعت کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف کیا اور مشرقی یورپ کے مختلف ممالک میں بطور مبلغ خدمت کی توفیق پائی۔ اس سفر کی روداد المنار میں الگ پیش کی جا رہی ہے

ایسوسی ایشن کے بنیادی مقصد، یعنی مستحق طلباء کے لئے وظائف کی رقم صدر انجمن احمدیہ کی خدمت میں پیش کرنا بھی پیش نظر رہا ہے اور صدر صاحب پرعزم ہیں کہ یہ رقم سال بہ سال بڑھتی جا رہی ہے۔ الحمدللہ۔

ایک مزید پروگرام جو ماہ اکتوبر 2022 کے تیسرے ہفتہ بنایا گیا ہے وہ اس پروگرام کی کڑی ہے جو ہم نے چند سال قبل تعلیم

الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یوکے کے بھائیوں کو دعوت دے کر یہاں بنایا تھا۔ یہ ایک یادرہنے والا مشاعرے اور سیر و تفریح کا پروگرام تھا جس میں محترم مبارک احمد صدیقی صاحب، صدر اور محترم رانا عبدالرزاق صاحب سیکرٹری یو کے ایسوسی ایشن کے علاوہ ہمارے نہات پیارے مرحوم بھائی محترم امام بشیر احمد رفیق، محترم جناب سر افتخار احمد ایاز صاحب، ہمارے مرحوم بھائی محترم ناصر جاوید خان بھی شامل ہوئے۔ اس مرتبہ خود محترم مبارک احمد صدیقی صاحب، صدر اور محترم رانا عبدالرزاق صاحب سیکرٹری یوکے ایسوسی ایشن کی تحریک پر یہ پروگرام بنایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ پروگرام کامیاب ہو۔ محترم ڈاکٹر صفی اللہ صاحب صدر تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن امریکہ کی بھی خواہش ہے کہ ہمارا کوئی مشترکہ پروگرام بنایا جائے۔

کرونا کی وبا کی پابندیوں کے باوجود صدر محترم آن لائین مشاعرہ جات بھی کرواتے رہے جس میں جناب پروفیسر مبارک احمد عابد، محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالکریم خالد، محترم مبارک احمد صدیقی اور محترم رانا عبدالرزاق صاحب بھی گاہے بگاہے شریک ہوتے رہے۔ اسی طرح ہم نے اپنے نہایت ہی پیارے محسن استاد محترم چوہدری محمد علی صاحب مرحوم کی یاد ہیں سالانہ انٹرنیشنل باسکٹ بال کا جو پروگرام ان کی رحلت کے بعد شروع کیا تھا وہ بھی خدا کے فضل سے جاری ہے۔ اس میں بھی ہمارے بھائی یوکے سے تشریف لاکر ہماری حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔

روٹین کی activities کے علاوہ محترم صدر صاحب ایسوسی ایشن کو ایک مزید خدمت کی جو توفیق دی وہ یہ تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ سے ایک ملاقات میں انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ ایسوسی ایشن کی طرف سے افریقہ میں ایک پانی کا کنواں اور کسی سکول میں ایک کمرہ کا خرچ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر خرچ کا اندازہ چار ہزار یورو لگایا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے صدر صاحب کی آرزو قبول فرمائی جب دوستوں کو معلوم ہوا کہ ایسوسی ایشن کی طرف سے یہ پیشکش کی گئی ہے تو ایک دوست نے نام disclose نہ کئے جانے کی شرط پر اکیلے ہی یہ رقم پیش کردی۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء

محترم صدر صاحب اپنے گھر میں اپنے ذاتی خرچ پر تو پر تکلف دعوتیں کرتے ہی رہتے ہیں۔ ہمارے ایک مخیر دوست محترم جناب رفیق احمد صاحب نے اپنے وسیع و عریض گھر کے لان میں ایک Grill پارٹی کا انتظام کیا اور تمام ممبران ایسوسی ایشن کو شامل ہونے کی اوپن دعوت دی۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ ان تمام پروگراموں کا ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے آپ کے صدر اور جملہ ممبران عاملہ ایسوسی ایشن کے مقاصد کو پورا کرنے میں مخلصانہ لگاؤ اور تندہی کے ساتھ مصروف ہیں۔ دعا ہے کہ ہماری یہ ایسوسی ایشن پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی ہدایات اور خواہشات کو پورا کرتے ہوئے حضور کی دوعاؤں کی مستحق رہے۔ آمین

خاکسار حمید احمد چوہدری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Never shall you attain to righteousness unless you spend out of that which you love; and whatever you spend, Allah surely knows it well.

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬ؕ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ

Wakalat Maal
ISLAMABAD UK

Salaam Block, Islamabad
2 Sheephatch Lane, Tilford
Farnham, GU10 2AQ
+44 20398 83841
+44 20398 83925
office@wmaal.org

Ref: WM-12556/6987/AA-02.07.2022
Your Ref:

مکرم و محترم عبد الغفور ڈوگر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہونگے

آپ کا خط موصول ہوا جس میں آپ نے نظارت تعلیم کو T.I. College Old Student Association کی طرف سے €10,000 کی رقم ٹرانسفر کروانے کا ذکر کیا تھا۔

رقم نظارت تعلیم ربوہ کو بھجوانے کی — آپ کی طرف سے

اس پر تحریر ہے کہ یہ معاملہ حضورِ انور کی خدمت میں پیش ہوا ہے جس پر حضورِ انور نے منظوری عطا فرمائی ہے اور حسبِ منظوری اس کی اطلاع ربوہ میں نظارت تعلیم کو بھجوائی جا چکی ہے۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

والسلام۔خاکسار

2/7/22

ایڈیشنل وکیل المال اسلام آباد (یوکے)

اس دل میں تیرا گھر ہے تیری طرف نظر ہے — تجھ سے میں ہوں منور میرا تو تو قمر ہے
تجھ پر مرا توکل در پر تیرے یہ سر ہے — یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

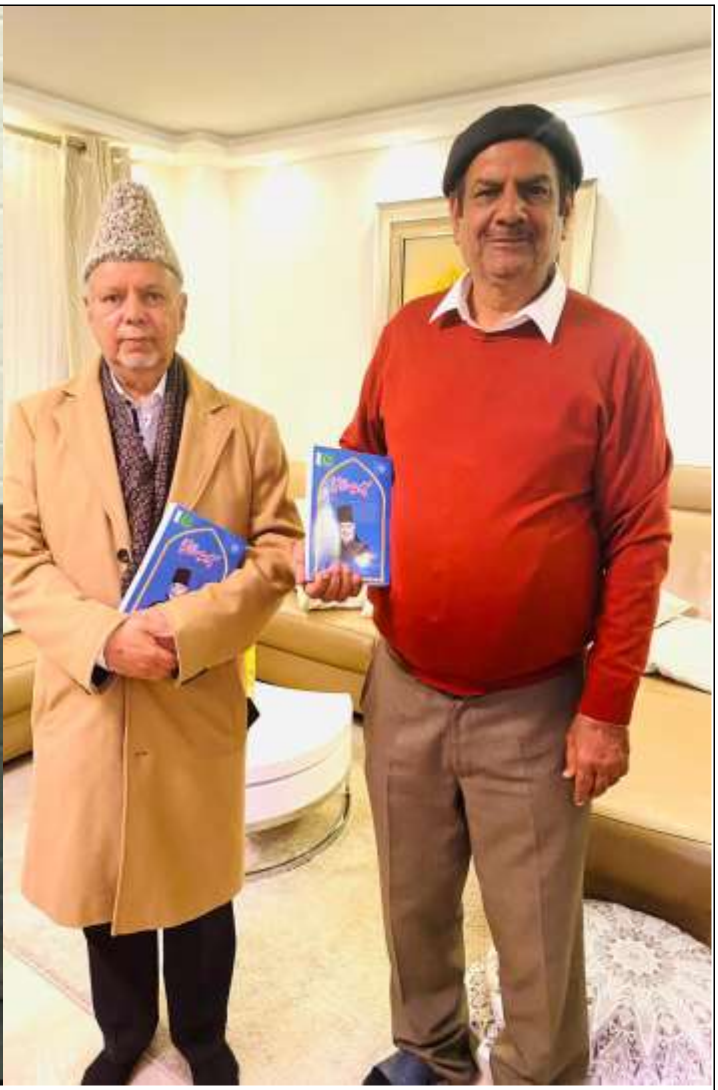

تقریب رونمائی کتاب سپوت ایشیا کے موقع پر۔ ٹکوسا جرمنی کے سرپرست وصدر

دائیں سے بائیں: محمد امین خالد – طارق محمود۔ باباشادی۔ غلام مصطفیٰ ودود۔ حمید احمد خالد

یوکے ٹکوسا ممبران کے ساتھ ایک یادگار تصویر

On chairs L to R: Tahir Ahmed Malik, Bashir Tariq (Gen Sec.), Prof Dr. S. M. Shahid Sahib (Inch union) Prof Ch. Muhammad Ali Sahib (Principal) Naseer Ahmed Chaudhry (President) Maqsood Ahmed, Laeeq Ahmed Abid
Standing L to R: Kaleem Ullah, Unknown, Habib Ullah Tariq- 1971

کاروائی انتخاب زیرِ صدارت مکرم مولانا صداقت احمد صاحب مشنری انچارج جرمنی
بر موقعہ اجتماع انصار اللہ جرمنی بمقام من ہائیم
مورخہ 17 جولائی 2022

انتخاب عہدیداران "تنظیم طلبائے قدیم تعلیم الاسلام کالج جرمنی

T.I. College Old Students Association Germany

بعد از منظوری سیّدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ مورخہ 17 جولائی 2022 کو ٹکوسا (تنظیم طلبائے قدیم تعلیم الاسلام کالج جرمنی) کا ایک انتخابی اجلاس مجلس انصار اللہ جرمنی کے سالانہ اجتماع کے آخری روز مکرم مولانا صداقت احمد صاحب مشنری انچارج کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اس میں 45 احباب نے شرکت کی اور قواعد کے مطابق انتخاب کی کاروائی کے بعد منظوری کے لئے رپورٹ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ارسال کی گئی جس پر مندرجہ ذیل احباب کی جنوری 2023 تا دسمبر 2025 تک ٹکوسا جرمنی کے عہدیداران کی منظوری آگئی ہے۔ احباب کی خدمت میں ان سے تعاون کی درخواست ہے نیز دعا کریں اللہ تعالیٰ انہیں بہتر رنگ میں خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

1. صدر: مکرم چوہدری عبد الغفور ڈوگر
2. نائب صدر: مکرم حبیب اللہ طارق صاحب
3. جنرل سیکرٹری: مکرم شیخ منصور احمد صاحب
4. سیکرٹری مال: مکرم حمید الدین ناصر صاحب
5. سیکرٹری ضیافت: مکرم عبد الحنان ڈوگر صاحب
6. سیکرٹری تقریبات: مکرم سعید ناز صاحب
7. سیکرٹری تجنید: مکرم عامر افتخار ماعر صاحب
8. سیکرٹری سپورٹس: مکرم سید شکیل احمد صاحب
9. سیکرٹری اشاعت: مکرم چوہدری کولمبس خاں صاحب
10. سیکرٹری ایسوسی ایٹ ممبرز مکرم داؤد احمد چیمہ صاحب
11. سیکرٹری سمعی وبصری: مکرم محمد افضل صاحب

علاقائی سیکرٹریز بدستور

ہمبرگ سٹی: مکرم اعزاز رسول صاحب، ہوزم: مکرم چوہدری منیر احمد صاحب، کیل: مکرم بشیر الدین صاحب

برلن: مکرم آفاق باجوہ صاحب، کوون: مکرم میجر عبد الوحید ظفر صاحب

(شیخ منصور احمد جنرل سیکریٹری ٹکوسا جرمنی)

ٹکوسا جرمنی کے ممبران کا دورہ یوکے۔ باسکٹ بال میچ

ٹکوسا جرمنی کے ممبران کا دورہ یوکے۔ باسکٹ بال میچ تقسیم انعامات

جس حال میں ہیں خوش ہیں کسی سے گلہ نہیں
اپنا کوئی خدا کے سوا آسرا نہیں

جب سے تمہارے شہر کے دیکھے ہیں رات دن
اپنی ہوائے شام و سحر جانفزا نہیں

شبنم کو چھو نہ لالہ و گل کی ہوا پہ جا
آنسو ہو یا ہنسی، کوئی بے مدعا نہیں

راتیں تو آندھیوں میں، بگولوں میں دن کٹے
لیکن مرا چراغِ تصور بجھا نہیں

دیوانے اعتکافِ چمن پر مصر ہیں کیوں
کیا اب کے بعد موسمِ نشو و نما نہیں؟

یہ بھی درست ہے کہ خدا ہے سفینہ راں
یہ بھی غلط نہیں کہ کوئی ناخدا نہیں

بیٹھے ہیں انجمن میں زباں سی کے جانے کیوں
ہم ورنہ تبصرے سے بھی نا آشنا نہیں

دانش جلاؤ جلد عقیدوں کی مشعلیں
سورج ہے سر پہ اور اجالا ہوا نہیں

(احسان دانش)

اُس نے کچھ نقش مجھے ایسے دکھائے میرے
آئینے میں تھا کوئی اور بجائے میرے

اُس نے محفل میں جو کچھ شعر سنائے میرے
اپنے انداز سے پھر زخم دکھائے میرے

خواب لُٹ جائیں تو ہو جاتی ہیں پتھر آنکھیں
نیند اُڑ جائے تو پھر ہاتھ نہ آئے میرے

کُنج میخانہ میں لگتا تھا کہ عافیّت ہے
چشمِ ساقی نے مگر ہوش اُڑائے میرے

عکس اِک روز نیا سامنے آجاتا ہے
جانے کس کس کے تعاقب میں تھے سائے میرے

دل میں بے تاب تمنّا ہے کہ وہ بھی اِک دن
مجھ کو پہلو میں لیے ناز اُٹھائے میرے

اور پھر ایسی عنایت کی نظر ہو، گویا
اُسکی آنکھوں میں نہ ہو کوئی سوائے میرے

یادِ جاناں کا جو پُر کیف سماں ہو یوسفؔ
ایسے لمحوں میں کوئی پاس نہ آئے میرے

(راجہ محمد یوسف خاں)

داؤد احمد چیمہ سرپرست ٹکوسا جرمنی سے محو گفتگو

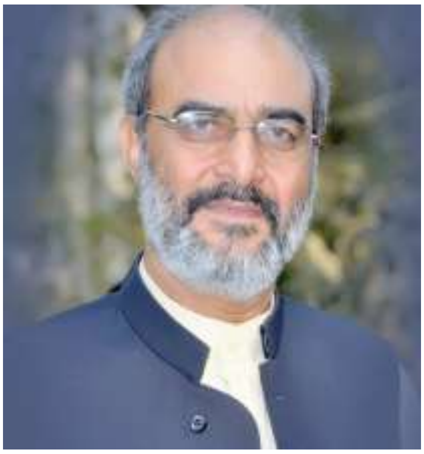

ڈاکٹر عبدالکریم خالد۔ داؤد احمد چیمہ۔ اسحٰق اطہر

اجتماع مجلس انصاراللہ جرمنی2022

ٹکوسا جرمنی کے ممبران کا لندن ٹور کی مکرم عطاالمجیب راشد صاحب ہمراہ تصاویر

ٹکوسا جرمنی کا وفد مسجد مبارک اسلام آباد

لندن کے ایک دیسی ریسٹورنٹ میں

مبارک احمد صدیقی صدر ٹکوسا برطانیہ۔ عطاالمجیب راشد امام مسجد لنڈن۔ عبد لغفور ڈوگر صدر ٹکوسا جرمنی

عرفان احمد خاں۔ چوہدری وسیم الدین احمد۔ سعید ناز۔ بشیر الدین۔ شکیل احمد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

T. I. College Old Students Association Germany

Genfer Str. 11
60437 Frankfurt am Main
27 Sept. 2022
Tel.: 069 50688600

قرار دادِ تعزیّت

بروفات محترم چوہدری سمیع اللہ سیال صاحب مرحوم و مغفور

ہم ممبران تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی، سلسلہ عالیہ احمدیہ کے وفادار خادم محترم چوہدری سمیع اللہ سیال کی رحلت پر اپنے دِلی رنج اور دُکھ کا اظہار کرتے ہوئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ۔ کل من علیھا فان و یبقی وجہ ربک ذو الجلال ولا کرام ۔

کہتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی انہیں اپنی جنت کے اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور ان کے درجات بلند فرماتا چلا جائے۔ مرحوم واقف زندگی تھے۔ ایم۔ اے کرنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ نے ان کی خدمات تحریک جدید کے سپرد فرمائیں۔ اور جو خدمت بھی ان کے سپرد کی گئی اس کا حق ادا کرتے رہے۔ زمانہ طالب علمی میں بھی خدام الاحمدیہ کی تنظیم میں مختلف عہدوں پر کام کرتے رہے۔ چار واقفین یعنی محترم بشیر احمد رفیق مرحوم، محترم چوہدری حمید اللہ مرحوم، محترم چوہدری مبارک مصلح الدین مرحوم اور محترم چوہدری سمیع اللہ سیال مرحوم تعلیم الاسلام کالج لاہور میں اکٹھے تھے ان چاروں نے اکٹھے بی۔ اے پاس کیا اور چاروں کو ایک ہی دن حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ نے انٹرویو کے لئے بلایا۔ اور آئندہ کے پروگراموں کی ہدایات دیں۔ محترم بشیر احمد رفیق مرحوم کو تو مبلغ بننے کے لئے جامعہ احمدیہ میں داخل ہونے کا ارشاد ہوا۔ باقی تینوں کو تعلیم جاری رکھ کر ایم اے کرنے کا حکم ملا کر۔ اس کے بعد سبھی نے تا دمِ واپسیں نہایت اخلاص کے ساتھ اپنا وقف کا عہد نبھایا۔ وفات کے وقت چوہدری سمیع اللہ سیال وکیل الزراعت تحریک جدید تھے۔ آپ نہایت ذہین، ہنس مکھ، منکسر امزاج۔ شفیق اور محنتی انسان تھے۔ غرباء کی خاموشی سے مالی امداد کیا کرتے تھے اور اس میں بڑی راحت محسوس کرتے تھے۔

محترم سمیع اللہ سیال صاحب کی دینی خدمات کا ذکر پیارے آقا سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالی نے خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 23 ستمبر 2022 میں فرمایا ہے۔

ہم اپنے پیارے امام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ، مرحوم کی اہلیہ محترمہ اور ان کے فرزندان محترم چوہدری افتخار اللہ صاحب واقف زندگی محترم ڈاکٹر ضیاء اللہ سیال ۔ ہال مقیم کینیڈا اور خاندان کے جملہ افراد سے اس صدمہ پر دِلی تعزیّت کے جذبات پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹ کر جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اس عظیم صدمہ پر صبر جمیل عطا فرمائے اور ہمیشہ ان کا حامی و ناصر رہے۔

ہم ہیں حضور کے خدام ممبران تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی

بذریعہ چوہدری عبد لغفور ڈوگر۔ صدر تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ ٹکوسا جرمنی کا وفد اور احباب ٹکوسایو کے

کوئی احمدیوں کے اِمام سے بڑھ کر کیا دنیا میں غنی ہوگا
ہیں سچے دل اس کی دولت، اِخلاص اس کا سرمایا ہے
اے دشمن دیں! ترا رزق فقط تکذیب کے تھوہر کا پھل ہے
شیطان نے تجھے صحراؤں میں اِک باغ سبز دکھایا ہے
میں ہفت افلاک کا پنچھی ہوں، مرا نور نظر آکاشی ہے
تو اوندھے منہ چلنے والا اِک بے مرشد چوپایہ ہے

(کلام طاہر)

رکھے جو درد اوروں کا وہ دل غمخوار ہوتا ہے

نکل جاتی ہیں جب سانسیں بدن بیکار ہوتا ہے

ہزاروں زخم سہہ کر بھی بھرم رہتا ہے انساں کا

چھلک جاتے ہیں جب آنسو تو دل لاچار ہوتا ہے

کسی کو پا کے بج اٹھتی ہے شہنائی محبت کی

کسی کو الوداع کہہ کر یہ مَن بیزار ہوتا ہے

کسی کی یاد کو دل میں سجا کر جی تو لیتے ہیں

کسی کو بھول کر جینا بہت دشوار ہوتا ہے

ہزاروں آندھیاں نفرت کی اٹھیں بھی تو کیا حاصل

ازل سے تا ابد الفت سے بیڑا پار ہوتا ہے

اَنا ہو جس کو پیاری، ہو گھمنڈ جس کا بلندی پر

ہمیشہ بے مراد ہو کر ذلیل و خوار ہوتا ہے

منیرؔ ناتواں کر آبیاری اپنے اشکوں سے

درختِ عشق تب جا کر گل و گلزار ہوتا ہے

(منیرؔ احمد باجوہ۔ مہدی آباد)

عمر گزری ہمیں اس بات کا عرفاں ہوتے

فکرِ دُنیا ہمیں یوں ہی رہی، رحماں ہوتے

ہم وفا کرنے کا وعدہ ہی اگر کر پاتے

ہم کہیں اور نہ جاتے ترے مہماں ہوتے

صبر کرنا تو ہمیشہ، ہمیں عادت ٹھہری

پُورے اُس نے بھی کئے ظلم کے ارماں ہوتے

ہجر میں ہم نے گزاری ہیں جو مشکل گھڑیاں

تُو جو ہوتا تو کوئی درد کے درماں ہوتے

آرزو اور نہیں کوئی رہی دل میں اب

تُو جو آتا تری دعوت کے بھی ساماں ہوتے

بے پنہ تیری محبت کا اثر ہوتا ہے

ورنہ بے ساختہ یوں لوگ نہ قرباں ہوتے

طارقؔ اب اور کہیں ڈھونڈ ٹھکانہ اپنا

بھیڑ میں رہ کے نہیں سوچ میں غلطاں ہوتے

(ڈاکٹر طارقؔ انور باجوہ۔ لندن)

کینیڈا سے مبارک احمد صاحب کی یو کے آمد کے موقع پر ٹکو سا یو کے

مشنری انچارج جرمنی کے ہمراہ ایک یادگار فوٹو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ عبدہ المسیح الموعود
ھو الناصر

پرائیویٹ سیکرٹری

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس
أیدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اسلام آباد۔ ٹلفورڈ
Z 15-09-2022

مکرم عبدالغفور ڈوگر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی کے 14 ممبران کے بلغاریہ اور یونان کے سفر پر روانہ ہونے کے بارہ میں آپ کا خط حضور انور ایدہ اللہ نے ملاحظہ فرمالیا ہے۔ حسب ھدایت اطلاعاً تحریر ہے۔ حضور انور نے دعا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سفر کو بابرکت فرمائے اور ان ممبران کو اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ آمین

والسلام

خاکسار

پرائیویٹ سیکرٹری

تعلیم اسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی کو 15-16 سال کے بعد پہلا تفریحی پروگرام بنانے کا موقعہ ملا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے 14 دوست اس میں شامل ہوئے ایک ممبر France سے شامل ہوئے دو دوست Hamburg اور دو دوست Aachen سے شامل ہوئے ایک دوست Göttingen سے اور ایک دوست Heilbron سے بھی ساتھ تھے۔ فرانکفرٹ کے علاوہ Wiesbaden۔Dreiech۔Raunheim۔Flörsheim سے بھی ممبران شامل ہوئے۔ ایسوسی ایشن کے ممبران کے علاوہ بھی دوست مبارک باد کے پیغامات دے رہے ہیں۔ محترم امیر صاحب جرمنی نے بھی خوشی کا اظہار کیا ہے۔ تمام ممبران جو شامل ہوئے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور محترم سید شکیل احمد صاحب اور محترم شیخ منصور صاحب نے جس محنت اور محبت سے پروگرام کی تیاری اور کامیابی کے لئے تعاون کیا ہے میں ان کا مشکور ہوں اللہ تعالیٰ اس کی جزا دے۔ اور وہ دوست جن سے اس دفعہ معذرت کرنی پڑی ان کو اگلے پروگرام میں شامل کیا جائے گا اِن شاء اللہ۔

عبدالغفور ڈوگر۔ صدر ٹکوسا جرمنی

روانگی سے قبل مکرم صداقت احمد صاحب مشنری انچارج کے ہمراہ

بلغاریہ

تفریحی ٹور کی

چند تصویری

جھلکیاں

Holy Monestery of Rila (Rilski)بلغاریہ میں

Seven Rila Lakes Bulgaria

Asprovalta یونان میں

سلیمان محمود۔ شکیل احمد۔ حفیظ الرحمٰن انور۔ ماسٹر شیخ آفتاب احمد۔ عبد الغفور ڈوگر۔ شاہد کلیم۔ سعید ناز۔ مشتاق احمد چھٹہ۔ اعزاز رسول۔ بشیر احمد ڈوگر۔ صدیق احمد ڈوگر

چوہدری مقصود الرحمٰن از فرانس۔ شیخ منصور احمد۔ مشتاق احمد چھٹہ۔ ماسٹر شیخ آفتاب احمد۔ سعید ناز۔ عبد الغفور ڈوگر۔ شاہد کلیم۔ بشیر احمد ڈوگر۔ صدیق احمد ڈوگر

МЮСЮЛМАНСКА ОБЩНОСТ АХМАДИЯ
Република България
AHMADIYYA MUSLIM COMMUNITY
Republic of Bulgaria

МЮСЮЛМАНСКА ОБЩНОСТ АХМАДИЯ
AHMADIYYA MUSLIM COMMUNITY

МЮСЮЛМАНСКА ОБЩНОСТ АХМАДИЯ
AHMADIYYA MUSLIM COMMUNITY
Republic of Bulgaria

بلغاریہ میں پاکستانی ریسٹورنٹ Blagovgrad Bulgaria

کینیڈا کی یادگاری فوٹوز: مسجد میں حاضری کے بعد اور امیر صاحب کینیڈا محترم ملک لال خانصاحب کے ساتھ

دائیں سے:۔۔۔ عبدالغفور ڈوگر۔ ہادی علی چوہدری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دائیں سے بائیں چوہدری انیس احمد۔ بریگیڈئیر لطیف احمد مرحوم۔ عبدالحنان ڈوگر۔ ڈاکٹر محمود احمد طاہر

راناعبدالرزاق۔ چوہدری حمید اللہ ظفر۔ میجر عبدالوحید ظفر۔ منور احمد باجوہ

رفیق احمد۔۔۔۔۔۔شاہد کلیم

ادریس محمود۔ چوہدری نصیر احمد۔ رفیق الرحمٰن ۔ بشیر الدین

جمال قیصر۔ سعید ناصر۔

۔ظہیر احمد۔ نسیم ایاز

غسان ورک۔۔۔ امجد احمد نظام۔ مبشر احمد شاہین

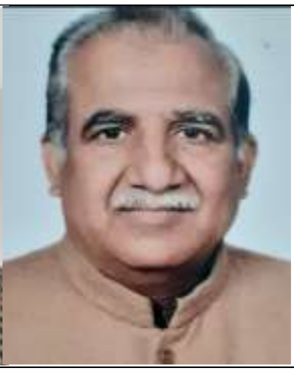

محمود احمد۔ حمید الدین۔

شعیب سلیمان۔نور احمد قمر۔ سلیم فواد۔شعیب احمد ڈوگر

ڈوگر۔۔۔حفیظ الرحمٰن انورؔ۔۔شعیب احمد ڈوگر۔۔

ملک منصور احمد۔۔ سلیم احمد طور۔ارشد طارق

۔۔عبدالجلیل عباد۔ محمد افضل۔۔ندیم احمد

مقصود احمد باجوہ مرحوم۔ سلیمان محمود۔ ریاض نوید۔

۔۔۔سفیر احمد۔ نصیر احمد۔ منیر احمد۔ کلیم احمد

رفیق احمد خاں مرحوم۔ منور حسین طور۔ نصیر احمد باجوہ۔ لطف اللہ خاں لطفی

جو دَور تھا خزاں کا وہ بدلا بہار سے۔ چلنے لگی نسیم عنایاتِ یار سے

لندن ٹور کے یادگاری فوٹوز

۔انتخاب عاملہ ٹکوسا۔

۔عبدالرحمٰن مبشر۔فلاح الدین خاں۔حیدر علی ظفر۔عبدالغفور ڈوگر۔ مسیح الدین۔

۔باسکٹ بال کا ایک میچ۔

۔۔۔عرفان احمد خاں وسیم الدین احمد۔ سعید ناز۔بشیر الدین۔ شکیل احمد۔

کاروائی انتخاب ٹکوسا۔

کاروائی انتخاب ٹکوسا۔

مسجد مبارک کے سامنے: شیخ منصور احمد۔۔۔عبد الغفور ڈوگر۔۔۔۔۔۔

2۔

لندن میں:۔ شیخ اعزاز رسول۔ میر ظہور الدین۔ حفیظ الرحمٰن انورؔ۔ شیخ منصور احمد۔

جرمنی اور یوکے، کے درمیان باسکٹ بال میچ

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ

آزادی کے زخم

(عبدالشکور بھٹی)

اگست کا مہینہ برصغیر کے لوگوں کیلیئے بڑا اہم ہے اس مہینہ میں انگریز سامراجیت کا خاتمہ ہوا اور دو ملک دنیا کے نقشے پر اُبھر کر آئے۔ پاکستان اور ہندوستان کی تقسیم کیوجہ سے تقریبا" ایک کروڑ سے زیادہ آبادی نے نقل مکانی کی اور چار لاکھ سے زیادہ افراد کو اپنی جانیں گنوانی پڑی۔ 1947 میں میری عمر تقریبا تین سال کے قریب تھی اور ہم میانوالی ضلع کے قصبہ کندیاں میں رہتے تھے جہاں ہمارے والد صاحب ریلوے میں ملازم تھے۔ یہ آزادی کی قیمت پاکستان اور ہندستان کے لوگوں کو کتنی مہنگی پڑی اس پر چند واقعات جو میرے آنکھوں دیکھے یا پھر ہمارے گھر والوں کے ساتھ پیش آئے آپکی خدمت میں حاضر ہیں۔

میرے والد کی دو شادیاں تھیں پہلی بیوی کی وفات کے بعد والد صاحب اکیلے ہی کندیاں ضلع میانوالی میں رہائش پذیر تھے۔ والد صاحب کی پہلی بیوی وفات پا چکی تھی اور اکیلے ہی رہتے تھے۔ ضلع میانوالی اور اسکے ارد گرد بڑے قیمتی پتھر نکلتے ہیں جو کہ کافی مالیت کے ہوتے ہیں ان پتھروں کے ایک تاجر مکرم خدابخش صاحب جو کہ امرتسر کے تھے ہمارے علاقہ میں بغرض تجارت آئے۔ تو انہوں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہاں احمدی رہتے ہیں تو کسی نے والد صاحب سے ملوا دیا اسطرح وہ جب بھی بغرض تجارت کندیاں آتے تو اپنا پیسہ قیمتی پتھر والد صاحب کے پاس رکھواتے۔ انکو والد صاحب کی شرافت بھا گئی اور انہوں نے اپنے ہی رشتہ داروں میں والد صاحب کا رشتہ کروا دیا اور اسی والدہ سے ہم بھائی بہن پیدا ہوئے۔ ہمارے بڑے ماموں بھی چونکہ پتھروں کے تاجر تھے اسلئے کافی خوشحالی تھی امرتسر ریلوے اسٹیشن کے قریب کافی بڑی حویلی تھی جس میں تیس چالیس کے قریب کمرے اور اسوقت کی تمام جدید سہولیات میسر تھیں۔ میرے بڑے بھائی عبدالغفور بھٹی کی عمر 1947 میں بارہ سال کے لگ بھگ تھی اور وہ جون جولائی کی چھٹیاں منانے کندیاں سے امرتسر گئے ہوئے تھے کہ ہندوستان کی تقسیم ہوگئی۔

میرے بڑے ماموں نے جولائی میں ہی زیادہ تر افراد کو جن میں خواتین تھیں لاہور بھجوا دیا تھا وہ خود اور جولائی کے آخری ہفتہ میں نکلے تب تک فسادات شروع ہو چکے تھے مگر انکی شدت اتنی نہیں بڑی تھی بڑے ماموں بھی جب گھر سے لاہور کے لئے نکلے اور اپنی حویلی کو حسرت و یاس کی نظر سے آخری بار دیکھا یہ وہ گھر تھا جسکی تعمیر میں خون پسینہ شامل تھا آج اسکو چھوڑ کر بے گھر ہو کر نئے ملک کی طرف جانے کا جو درد ہوتا ہے اسکو بشیر بدر نے اپنے ایک شعر میں یوں بیان کیا ہے۔

لوگ ٹوٹ جاتے ہیں ایک گھر بنانے میں
تم ترس نہیں کھاتے بستیاں جلانے میں

خیر جیسے ہی ماموں گھر سے نکلے تو بلوائیوں کے ایک گروہ نے گھیر لیا جنکے پاس برچھیاں کرپانیں اور ڈنڈے تھے ماموں بتاتے تھے کہ وہ لمحہ تھا جب موت سامنے کھڑی تھی اس مجمع میں کچھ شناسہ چہرے بھی تھے جن سے کافی اچھے تعلقات رہے تھے ان سے میں نے کہا دیکھو میں اپنی چھ بہنوں کا تنہا کفیل ہوں اور سکھ دھرم میں عورت کا بڑا احترام اور مان ہے مہربانی کر کے مجھے جانے دو مگر مجمع کی اکثریت مجھے قتل کرنا چاہتی تھی تاہم میری بات سن کر ان میں سے کچھ رحم دل لوگ آگے آئے اور بلوائیوں کے سامنے کھڑے ہوگئے اور اور مجھے باحفاظت وہاں سے اسٹیشن پر جانے دیا امر تسر اسٹیشن پر اسوقت ملٹری کھڑی تھی اور جو بھی اسٹیشن کی حدود میں داخل ہو جاتا ملٹری اسکی حفاظت کی ذمہ دار ہوتی یوں بڑے ماموں خیر و عافیت سے لاہور رفیوجی کیمپ تک پہنچ گئے مگر میرے چھوٹے ماموں اور میرے بڑے بھائی عبدالغفور بھٹی امر تسر میں ہی رک گئے تھے ۔اگست کے پہلے ہفتے جب حالات زیادہ خراب ہوگئے تو میرے چھوٹے ماموں حمید اور بھائی عبدالغفور نے جب دیکھا کہ حالات بہت خراب ہوگئے ہیں اور بلوائی گھروں پر حملے کر رہے تو دونوں نے بھی گھر سے نکلنے کا پروگرام بنایا۔ماموں والوں کا گھر چونکہ کافی بڑا تھا اسلئے گھر کے ایک ایسے حصہ سے نکلنے کا پروگرام بنایا جس طرف کسی کی نظر کم جائے مگر جیسے ہی ماموں اور بھائی باہر نکلے بلوائیوں کے ایک جتھے کی نظر پڑ گئی اور وہ جتھہ بھی پیچھے بھاگا بھائی عبدالغفور کی عمر اسوقت بارہ سال کے قریب تھی اسلئے بھاگنے میں بھی کمزور تھا مگر ماموں اسوقت باڈی بلڈر اور پہلوان تھے اسلئے انہوں نے ایک ہاتھ سے ماموں کو اٹھایا اور گھر کے قریب ریلوے اسٹیشن کی طرف دوڑ لگا دی اب بلوائی پیچھے پیچھے اور ماموں آگے جان بچا کر دوڑ رہے تھے اسٹیشن کے چاروں طرف اسوقت ایک فینس جنگلا لگائی جاتی تھی ماموں جب اس جنگلے کے قریب پہنچے تو بھائی وہ جنگلہ پھلانگ نہیں سکتے تھے تب ماموں نے بھائی کو اس جالی کی دوسری طرف اچھال دیا اور خود بھی جالی پھلانگ لی چونکہ اسٹیشن کی حدود میں ملٹری تھی اسلئے جان کا کوئی خطرہ نہیں تھا۔

جب پاکستان بنا تو زیادہ تر ٹرینیں انڈیا سے ہجرت کرنے والوں کو لاہور یا ملتان سے ہوتی ہوئی کندیاں ریلوے اسٹیشن پر آتی تھی یہ ٹرینیں مہاجرین کے خون سے لت ہوتی تھیں ان سانحات کو دیکھ کر لوگوں کا خون جوش مارنے لگتا اور پھر ان ٹرینوں کو ریلوے کے لوکو شیڈ میں دھونے کیلئے بھیج دیا جاتا جہاں ہمارے ابا جان ریلوے کے ملازم تھے اور ہم اپنے ابا جان کیلئے اکثر کھانا لیکر جاتے اور ان خون آلود ٹرینوں کو دیکھتے اور افسردہ ہوتے اور روح اندر تک کانپ جاتی تھی۔ ابا جان ہمیں شیڈ میں آنے سے منع کرتے تھے کیونکہ ان ٹرینوں سے مردہ مسافروں کو نکال کر شیڈ سے باہر رکھا جاتا اور پھر ان کی اجتماعی تدفین کر دی جاتی۔

جتھے وجدی سی پھوک پیار دی اوہ ونجھ –لی گئی گواچ
رانجھے دے سب ویر، اج بھل گئے اس دی جاچ

ان سب واقعات کو دیکھ کر ہمارے علاقہ کے لوگوں کا خون کھولتا اور پھر انہوں نے بھی بدلہ لینے کے ہندوؤں اور سکھوں کا قتل عام شروع کر دیا اس قتل عام میں عورتیں مرد اور بچے بھی شامل ہوتے جن لوگوں کو قتل کیا جاتا وہ اکثر ہمارے ارد گرد کے لوگ ہوتے وہی لوگ جو کچھ عرصہ پیشتر ایک دوسرے کے دکھ درد کے ساتھی تھے آج خون کے پیاسے تھے چونکہ ہمارا گھر ریلوے کے کوارٹروں میں تھا اسلئے کئی ہندو اور سکھ اس خون خرابے کو دیکھ کر اپنے دیرینہ تعلقات کے مسلمانوں کے پاس آتے اور مسلمانوں سے کہتے آپ ہمیں اپنے گھروں میں چھپالیں ہمارے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں مگر حالات بہت خراب تھے مسلمان ان کو تسلی دیتے اور مدد کی یقین دہانی کرواتے اور کہتے آپ سے ہمارا نسلوں کا تعلق ہے۔

کچھ لوگ جیپوں میں چلے گئے اک مہاماری کی سی حالت تھی ان فسادات میں انسان کا وحشی پن بھی دیکھا اور صدیوں یوں پر محیط تعلقات کو ریشہ ریشہ ہوتے دیکھا۔ ہمارے محلے میں بھی کافی ہندو اور سکھ آباد تھے ان کے بچوں کے ساتھ ہم گھروندے بناتے اور کھیلتے مگر ان حالات میں بچوں کا گھر سے نکلنا بند ہو گیا میرے گھر والے بھی گھر سے باہر نہیں نکلنے دیتے کہ کہیں کوئی اٹھا کر نا لے جائے۔ غالباً" یہ سولہ یا سترہ اگست کی بات ہے کہ مسلمانوں نے لوٹ مار شروع کر دی اس زمانہ میں پستول وغیرہ کا عام لوگوں کی پہنچ سے دور تھے البتہ چاقو اور چھریوں سے یا پھر بڑی ڈانگوں کو بطور ہتھیار استعمال کرتے مسلمان چھ چھ سات سات کے گروپوں میں اکٹھے ہوتے اور ہندوں سکھوں کو مارنا اور لوٹنا شروع کر دیتے مسلمانوں کے یہ جتھے ہندوؤں اور سکھوں کے گھروں پر حملہ آور ہوتے اور پھر اس گھر سے بچوں عورتوں کی آہ و پکار آسمان تک جاتی سنائی دیتی مگر ان خون خوار بلوائیوں کو کوئی بھی روکنے والا نہ تھا انسانیت سسک رہی تھی اور ہر طرف وحشت کا راج تھا۔

یہ پکار سارے چمن میں تھی وہ سحر ہوئی وہ سحر ہوئی
مرے ہاں سے دھواں اٹھا تو مجھے بھی اسکی خبر ہوئی

قتل غارت کے بعد لوٹ مار شروع ہو جاتی جسکے ہاتھ جو لگتا لے دوڑتا ہم جب باہر نکلتے تو دیکھتے لوگ بوریوں میں سامان بھر بھر لے جا رہے ہوتے کہ لٹنے والوں پر تو اب کوئی رونے والا بھی نہ بچا ہوتا تھا۔ امرتا پریتم کے مطابق:۔

دھـــرتی تـــے لہو وسیا قبراں پئیاں چون
پریت دیاں شہزادیاں اج وچ مزاراں رون
ناگاں کیلے لوک منہ بس فر ڈنگ ای ڈنگ
پلو پلی پنجاب دے نیلے پئے گئے انگ

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ حملہ سے ایک دن قبل ہمارے دوست جگجیت جسکو ہمارے ابا پیار سے جگو کہتے تھے اور انکا گھر ہمارے گھر کے سامنے ہی تھا انکی امی ہمارے گھر آئیں اور ہماری امی سے کہنے لگیں بہن حالات بہت خراب ہیں کسی وقت بھی حملہ ہو سکتا ہے آپ ہماری جان بچا سکتے ہیں اور اگر آپ ہمارے لئے کچھ نہیں کر سکتے تو ہمارے بیٹے جگو کو اپنے گھر پناہ دے دیں کم از کم اسکی جان تو بچ جائے بلوائی ہمیں مار دیں مگر ہمارے بچے جگو کی جان بچ جائے۔

مدت سے مری ماں نہیں سوئی تابش

میں نے اک بار کہا تھا مجھے ڈر لگتا ہے

آج بھی خیال آتا ہے تو دل دہل جاتا ہے۔ ماں کی ماںتا اپنی جان بھی اپنے بچے پر نچھاور کرنے کو تیار ہوتی ہے یہ سب اپنی آنکھوں دیکھ رہا تھا۔ خیر میری امی نے انکو تسلی دی کہ ہم نا صرف جگو بلکہ آپ کو بھی اپنے گھر پناہ دیں گے اور انشاء اللہ آپ کو کچھ نہیں ہو گا۔ شام کو۔ اس دوران بلوائی اپنی پرانی دشمنیاں بھی نکال رہے تھے خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نا ہو جسکا جو داؤ لگ رہا تھا لگا رہا تھا خیر جب ہمارے ابا گھر آئے تو امی نے ان کو بتایا کہ آج جگو کی ماں ہم سے مدد مانگنے آئی تھی کیوں نا ہم کچھ دنوں کیلئے انکو اپنے ہاں ٹھہرالیں جب کچھ امن وامان ہو گا تو وہ انڈیا چلے جائیں گے ُہمارے ابا نے امی کی بات بڑے تحمل سے سنی اور کہا ہم احمدی ہیں اس وجہ سے لوگ ہم سے پہلے ہی دشمنی نکالنے کی تاک میں رہتے ہیں ایسے میں کسی سکھ فیملی کو اپنے گھر پناہ دی تو ان بلوائیوں کا سب سے پہلا نشانہ ہم ہی ہونگے اور ہمارا حشر بھی دوسروں جیسا ہی ہو گی امی کو ابو کی بات سمجھ آگئی اور وہ چپ ہو گئیں۔

اگلے دن کوئی نو دس بجے دس پندرہ لوگوں کے جتھے نے جگے کے گھر دھاوا بول دیا انکا گھر ہمارے گھر سے دو میٹر کے فاصلہ پر تھا یہ بلوائی چاقو چھریوں اور لٹھوں سے لیس تھے پہلے پہل تو دروازہ توڑنے کی کوشش کی گئی مگر بعد میں کچھ بلوائی نیچے گھوڑی بنے اور اور باقی ان پر چڑھ کر دیوار پھاند کر گھر میں جا گھسے اور دروازہ کھول دیا پھر کیا تھا قیامت کی چیخیں تھی اور موت کا رقص انسانیت شرمارہی تھی۔ گھر کا ہر فرد اپنی جان بچانے کیلئے ہاتھ جوڑ رہا تھا۔ چیخ رہا تھے پاؤں میں گر کر زندگی کی بھیک مانگ رہے تھے مگر بلوائوں کو کسی پر رحم نہ آیا اسی چیخ وپکار میں ہمارا دوست جگو جو چار سال کے قریب تھا کسی طرح بچ کر باہر نکل آیا اور ہمارے گھر کا دروازہ کھٹکھٹانے لگا اسی دوران ایک بلوائی جو انکے گھر سے لوٹ مار کر کے باہر نکلا تھا اسکے پاس ایک بڑی لٹھ تھی وہ اسکی طرف لپکا جگو نے یہ دیکھا تو ریلوے کوارٹر کے ساتھ ریلوے کی پٹریاں گزرتی تھیں وہ ان پٹریوں کی طرف دوڑا لٹھ بردار بھی اسکے پیچھے چند قدم کے بعد اس بدبخت نے جگو کو جا پکڑا اور اسکا سر ریلوے لائن کی پٹریوں پر مارا جس سے وہ لہولہان ہو گیا اور چیخ چیخ کے اپنی ماں کو پکارنے لگا مگر اس درندے کو رحم نہ آیا اور اس نے اس کو اٹھا اٹھا کر پٹریوں پر مار مار کے اس چار سالہ جگو کو مار ڈالا آہ! آج بھی وہ وقت یاد آتا ہے تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔۔ خیر وہ درندہ واپس جگو کے گھر آیا اور لوٹ مار شروع کر دی اسکے لئے یہ درندگی کوئی معنی نہیں رکھتی تھی اسکے بعد ہمارے گھر کے سامنے ہی ایک بڑا کھڈا کھود کر ان سب لاشوں کو اس میں ڈالتے جاتے جس سے کچھ دنوں بعد ان لاشوں سے بدبو اٹھنی شروع ہو گئی تو میونسپل کمیٹی کے کچھ جمعداروں کی یہ ذمہ داری لگائی کہ ان لاشوں کو اجتماعی طور پر جلا دیا جائے۔ جب ان لاشوں جلایا تو میں نے اپنی آنکھوں سے یہ دردناک منظر دیکھا ان لاشوں میرے ساتھ کھیلنے والے جگو کی لاش بھی تھی اور کچھ اور چھوٹے بچوں کی لاشیں بھی تھی بس قیامت کا ساگماں ہو تا تھا۔

ریزونسResonance

(ازمکرمہ فرحت سلطانہ بھٹی بشکریہ روزنامہ الفضل۔لندن)

ریزونس ایک ایسی صفت ہے جس سے زندگی کے مختلف شعبے فائدہ اٹھاتے نظر آتے ہیں ایک سادہ مثال کے ذریعے اس کو

یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ جب آپ جھولا جھولتے ہیں تو جھولا ایک خاص فریکوئنسی کے ساتھ حرکت شروع کرتا ہے یعنی اگر ایک جھولا دوسیکنڈ میں اپنا ایک چکر مکمل کرلیتا ہے تو یہ جھولا ہمیشہ ہر چکر دوسیکنڈ میں ہی مکمل کرے گا اور اگر اس پر خاص قوت لگا کر اس کی رفتار بڑھائیں گے تو اس کا ایمپلی چیوڈ بڑھ جائے گا مگر وقت دوسیکنڈ ہی رہے گا۔

ایمپلی چیوڈ کسی جھولے کا اپنی درمیانی پوزیشن سے ایک طرف کا فاصلہ ہوتا ہے یہ قوت جو آپ نے لگائی ہے اپلائیڈ فورس کہلاتی ہے اور "خاص" اس لیے کہلاتی ہے کیونکہ اس کی ایک خاص فریکوئنسی ہے جو خاص وقت پر جھولے پر لگائی گئی جس سے اس کا ایمپلی چیوڈ بڑھ گیا

جب بھی اپلائیڈ فورس کی فریکوئنسی، کسی بھی جھولے کی قدرتی فریکوئنسی سے میچ کر جاتی ہے تو اس کا ایمپلی چیوڈ بڑھا دیتی ہے یہ عمل نہ صرف جھولا بلکہ تمام آبجیکٹ، مزید برآں دنیا میں پائے جانے والا ہر ذرہ دکھا سکتا ہے کیونکہ ہر ذرہ اپنے اندر ایک قدرتی فریکوئنسی رکھتا ہے اگر آپ کی لگائی گئی قوت اس ذرہ کی قدرتی فریکوئنسی کے مطابق ہوئی تو وہ ذرہ زور زور سے حرکت شروع کردے گا یعنی اس کا ایمپلی چیوڈ بڑھ جائے گا۔اس خاص قوت سے ہٹ کر جتنی چاہے قوت لگالیں وہ اس جھولے یا ذرہ کا ایمپلی چوڈ نہیں بڑھا سکتی اسی اصول پر فلک بوس عمارت اور شیشے کے پیالے کا آواز کی کسی فریکونسی سے ٹوٹ جانا بھی ممکن ہے بلکہ ٹوٹ سکتے ہیں۔

ایک شیشے کے پیالے کا آواز کی ایسی لہروں سے ٹوٹنا ممکن ہے جو شیشے کے پیالے کی قدرتی فریکوئنسی سے میچ کر جائے فلک بوس عمارتوں کا زوردار دھماکوں سے گرجانا دور از قیاس نہیں۔ایم۔آر۔آئی ٹیسٹ میڈیکل کی دنیا میں ریزونس کی مثال ہے۔

تو ان مثالوں سے صرف یہ بتانا مقصود نہیں کہ ریزونس ایک نہایت اہم عمل یا حقیقت ہے جو اس حواس سے جانچی جاسکتی ہے اور فقط مادی دنیا سے ہی اس کا تعلق ہے بلکہ جس طرح جسم اور روح کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔روح کو جسم پر فوقیت بھی ہے مثلاً خوشی اور غم کے جذبات انسانی روح پر پڑتے ہیں اور انسانی جسم خوشی کا اظہار کرکے یا غم میں آنسو بہا کر روح کی کیفیات کا اظہار کرتا ہے۔جسم اور روح کی کیفیات ایک دوسرے پر اثر ڈالتی ہیں اسی طرح روحانی لحاظ سے اس عمل ریزونس کو یوں

سمجھا جاسکتا ہے کہ کائنات کا ہر ذرہ سچائی کی قوت لئے ہوئے ہے اور جو انسان اپنے آپ کو سچائی کی قوتوں سے مزین کرتا چلا جاتا ہے تو کائنات کے ذرے ذرے کی قوت اس کی خدمت گار / مددگار بن جاتی ہے چونکہ ہر ذرے میں سچائی کی قوت کار فرما ہے یا یوں کہیے کہ کائنات کا ہر ذرہ سچائی پر تخلیق کیا گیا ہے اور وہ اپنی ذمہ لگائے گئے امور پر سچائی سے کاربند ہے۔ مگر انسان صاحب اختیار ہے چاہے تو سچائی کی روح اختیار کرے یا اسے منحرف ہو۔ مرضی کا مالک تو ہے صرف اسی حد تک کہ کون سی راہ اختیار کرنا ہے مگر اپنے عمل کا جواب دہ بھی ہے۔

اس لیے عقلمندوں اور صاحب بصیرت لوگوں کے لئے تو جینے کی دراصل ایک ہی راہ ہے جو سچائی کی ہے اگر انسان سچائی کی راہ پر ثابت قدم رہے تو یہی راہ اسے الحق (خالق کائنات) سے ملاتی ہے اور جو سچائی سے ہٹ کر گزرتا ہے اور کسی وقتی لذت خوشی یا عزت کو پاتا یا پانا چاہتا ہے وہ اپنے آپ کو اس معجزانہ قوت سے دور کرتا چلا جاتا ہے کیونکہ تمام ذرات عالم سے سچائی کی قوتوں سے مزین ہیں اور سچے وجود کی طرف ہی کھنچے چلے جاتے ہیں اور غیر ممکن باتیں وقوع میں آتی ہیں جن کو دوسرے لفظوں میں معجزہ کہتے ہیں۔

ید بیضاء ہو، سمندر کا بروقت مدوجزر ہو غار ثور کا مکڑی کا جالا ہو، پانی کے مشکیزے سے قافلے کی سیر ابی وغیرہ لیکن یہ ہر جگہ ظہور میں نہیں آتا۔ دراصل انبیاء کے وجود اپنے ادوار میں کامل سچائی کے مظہر ہوتے ہیں جب سے صانع مطلق نے عالم اجسام کو ذرات سے ترکیب دی ہے ہر ایک ذرے میں وہ کشش رکھی ہے جو مادی طور پر اس کی نیچرل فریکوئینسی ہے اور سچائی کی روح لیے ہوئے ہے۔ جتنا انسان سچائی کی قوتوں کو فروغ دیتا چلا جاتا ہے وہ ایک ایسا وجود بنتا جاتا ہے کہ آسمان کے ستارے، سورج اور چاند سے لے کر زمین کے سمندروں ہوا اور آگ تک ان کو شناخت کرتے ہیں اور ان کی خدمت میں لگے رہتے ہیں۔ ہر ایک چیز طبعاً ان سے پیار کرتی ہے۔

گویا تمام سچی ارواح ایک دوسرے کے لئے ریزونس کا کام کرتی ہیں اور ایسے اسباب جمع ہو جاتے ہیں جو اس کی کامیابی کے لئے کافی ہوں۔

تجربہ اور خدا تعالیٰ کے کلام سے یہی ثابت ہے کہ دنیا کے ہر ایک ذرے کو طبعاً ایسے شخص سے عشق ہوتا ہے اور اس کی دعائیں ان تمام ذرات کو ایسا اپنی طرف کھینچتی ہیں جیسا مقناطیس لوہے کو۔ پس غیر معمولی باتیں جن کا ذکر کسی علم طبعی اور فلسفے میں نہیں اس کشش کی قوت کے باعث ظاہر ہو جاتی ہیں اور وہ کشش طبعی ہے۔

دراصل صادق المحبت انسان جو سچی محبت خدا تعالیٰ سے رکھتا ہے وہ یوسف ہے جس کے لئے ذرہ ذرہ اس علم کا زلیخا صفت ہے۔

Resonance, Amplitude, Applied force, Object, MRI

اداریہ نوائے وقت مورخہ 7 ستمبر 2022 پر تبصرہ

(یہ مضمون پاکستانی پورٹال کو بھیجا گیا تھا لیکن اشاعت بوجہ خوف نہ ہو سکی۔ محمد کولمبس خاں)

۔1۔ راقم کا تعلق پاکستان میں 7 ستمبر 1974 کو ناٹ مسلم قرار دیئے جانے والی اکثریت کی نگاہ میں گمراہ کمیونٹی سے ہے اور 1974 کے بہت سے واقعات کا عینی شاہد ہے۔ تب پاکستان ٹائمز، امروز اور نوائے وقت وغیرہ نیز کئی ہفت روزہ اخبارات کے باقاعدہ مطالعہ کے علاوہ مختلف علماء اور سیاستدانوں سے بھی سُن گُن تھی۔ آج نوائے وقت کا اداریہ پڑھ کر مجبوراً یہ تبصرہ لکھنا پڑا ہے کہ اکثریت بے شک مجھے مسلمان نہ سمجھے یہ اس کا حق ہے لیکن کوئی قانون یا اخلاق اسے یہ اجازت ہرگز نہیں دیتا کہ وہ مجھے گمراہ ثابت کرنے کے لئے جھوٹ بولے یا بلا دلیل ثابت شدہ کافر تصور کر کے میرے شہری حقوق غصب کرنے کو جائز بھی سمجھے۔

۔2۔ نوائے وقت کے اداریہ کو کسی دور میں بڑا سوبر سمجھا جاتا تھا۔ حمید نظامی مرحوم کے دور میں تو طالب علم اس کی کوٹیشنز پیش کر کے اچھی پوزیشن لیا کرتے تھے۔ آج تنزل کا یہ مقام آن پہنچا ہے کہ یہ زیر تبصرہ نوائے وقت کا ایک ہی اداریہ 2019 سے ہر سال سات ستمبر کو کاپی پیسٹ کر کے بطور اداریہ پیش کیا جا رہا ہے۔ ثقاہت کا یہ عالم ہے کہ ہر بار 22 مئی 1974 کے واقعہ کو 2 مئی 1974 کا واقعہ لکھا گیا ہے۔

۔3۔ راقم نے 1973 میں لاء کالج ملتان میں داخلہ لیا تھا یہاں ایشیا سرخ ہے کے نعرے لگانے والی پروگریسو یونین تھی جبکہ نشتر میڈیکل کالج میں اسلامی جمعیت طلبہ کی حکمرانی تھی۔ انہوں نے 1974 میں ایک ہفتے کا ٹور خلاف معمول براستہ ربوہ بنایا گیا تو ان کے ارادوں کی بھنک بعض طلبا کو ہو گئی اور وہ سفر پر ساتھ نہیں گئے۔ جب ربوہ اسٹیشن پر گاڑی رکی تو طالب علموں نے مغلظات بلند کیئے جن کی مزید تفصیل بیان نہیں کی جا سکتی۔ جاتے ہوئے یہ بھی اعلان کیا کہ ہم 29 کو واپس اسی راستہ سے آئیں گے۔ (مستورات کے حوالے سے شرمناک رویّہ اپنانے کی دھمکی بھی دی۔ یہ تحریر جس کے بیان کی متحمل نہیں ہو سکتی)

۔4۔ ختم نبوت کے مسئلہ کی وجہ سے مگر اس پر بات کیئے بغیر اسمبلی کی کاروائی میں ناٹ مسلم قرار دینے کا باعث یہ بیان کیا جاتا ہے:۔

۔"مرزا ناصر نے قادیانیوں کے علاوہ کسی کو بھی مسلمان تسلیم کرنے سے انکار کیا تھا"

یہ سراسر جھوٹ ہے اور کامیابی سے اشتعال دینے کی خاطر یہ بتایا جاتا ہے جبکہ سب سے پہلے فتویٰ کفر بانی جماعت پر لگایا گیا تھا۔ جس کے جواب میں ایک حدیث کی تشریح کے مطابق جواب دیا گیا تھا جو کسی کلمہ گو کو کافر کہے خود کافر ہو جاتا ہے۔ لہذا تمہارے عمل سے کفر سرزد ہوا ہے۔ اس بات سے کوئی عالم کہلانے والا مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔ پھر کفر اور کفر کی بھی وضاحت کی گئی تھی۔ مثلاً یہ حدیث بھی ہے اور اکثر جگہ لکھی ہوئی دکھائی دیتی ہے کہ "مسلمان اور کافر کے درمیان فرق صرف نماز کا ہے "

جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کے لئے جو شرائط درج ہیں ان کے مطابق ایک احمدی بعد بنیادی عقائد کے چوتھے نمبر پر بیعت کنندہ یہ اقرار کرتا ہے کہ:

"عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے"

اور آج بھی یہ اقرار لازمی ہے۔ جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ احمدی کسی نان احمدی کو کافر نہیں بلکہ مسلمان ہی سمجھتے ہیں۔

5۔اس اداریہ میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ:۔
۔"آج ملک میں فتنہ قادیانیت کو فروغ دینے' اس کا پراپیگنڈہ کرنے یا اسکے پملفٹ اور کتب تقسیم کرنے کی قانوناً ممانعت ہے۔ آج کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہہ سکتا اور نہ ہی انکی کسی عبادت گاہ کو مسجد کا درجہ دیا جا سکتا ہے۔"
اگر راقم اوپر کی عبارت کا ترجمہ لکھے کہ:۔

Propaganda or distribution of its pamphlets and books is prohibited by law

تو یہی بات پاکستان کو دنیا میں بدنام کرنے کی سازش قرار دے کر لعن طعن شروع کر کے عوام کی آنکھوں پر پٹی کس دی جائے گی۔
6۔پاکستان کے سیاسی اور مذہبی رہنما (اپنے مخالفین کی زبان میں رہزن) مجھے انسان کے بجائے پاکستان کی پارلیمنٹ سے کتا قرار دلوا دیں (جو کہ ممکن ہے) اوپر سے مجبور کریں کہ آپ کے اشارہ پر بھونکنا بھی شروع کر دوں اور دنیا آپ کی اس قانون سازی کو غلط سمجھ کر رد کرے تو اس سے پاکستان کی ہونے والی بدنامی کی ذمہ داری بھی مجھ پر ڈال کر عوام کو اشتعال دلا کر ملک کی خدمت نہیں بجالا رہے۔
7۔پاکستان ایک طویل عرصہ سے غلط ٹریک پر چلنے کے نتیجے میں منزل سے فاصلہ میں اضافہ کر رہا ہے۔ اہل نظر کو ملک میں اخلاق زوال اور شعوری پسماندگی اندر ہی اندر زخمی کر رہی ہے۔ چند روز قبل ہی ربوہ میں ایک حافظ قرآن نے ایک احمدی کو قتل کر دیا جس کا ذکر کرتے ہوئے وفاقی وزیر مفتاح نے واقعہ کی مذمت کرنے سے بھی خطرہ لاحق ہو جانے کے خوف کا اظہار کیا۔
جان کے نقصان کے باوجود اس نوجوان کی اس حرکت پر غصّہ کے بجائے اس پر ترس آتا ہے جس بیچارے نے غلط سافٹ ویئر کی بدولت نیکی سمجھتے ہوئے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔
8۔روزنامہ نوائے وقت کے لگاتار چار سال سے ایک ہی گھسے پٹے اداریہ میں جھوٹ پر مبنی واقعات کے ذکر کے بعد اس کا اختتام ان الفاظ پر ہوتا ہے:

"خدا ہم سب کا ایمان سلامت رکھے اور فتنہ قادیانیت سے وابستہ برگشتہ لوگوں کو ہدایت فرمائے آمین۔"

راقم نوائے وقت کے اس فقرہ کو ان کی نیک نیتی فرض کر کے ان کی خدمت میں "آمین" گزارش کرتا ہے۔ اگر میں برگشتہ ہوں تو راہ ہدایت دکھائیں۔ صرف اتنی شرط ہے کہ قرآن سے دلیل اور جھوٹ نہیں بیان کریں گے۔ اگر آپ کے ضابطہ اخلاق میں ذرا سی بھی جان ہے تو اوپر فخر سے بیان کردہ احمدیوں پر نشر و اشاعت کی پابندی اٹھوا دی جائے تا کہ جس طرح عوام میں وضعی باتوں سے اشتعال پروان چڑھایا گیا ہے اور اس کے نتیجہ میں احمدیوں کے علاوہ بلا امتیاز دیگر لوگوں کی جانیں جا رہی ہیں اس میں کچھ کمی آسکے۔
10۔حُبِ رسول ﷺ اور اس کے آجکل کے افسوسناک طرزِ اظہار پر چند اشعار کے ساتھ یہ تبصرہ ختم کیا جاتا ہے

نبیؐ کے نام مقدس کی آڑ لے لے کر — وفا کی شان دکھانے چلے جفا کے لئے
جو رہن ہو چکی ابلیس کے خزانے میں — وہ "روح" نذرِ شہنشاہِ انبیاءؑ کے لئے؟
دہان کھلتے ہی اڑتی ہے بوئے طاغوتی — نہیں! یہ لب نہ ہلیں ذکرِ مصطفیٰؐ کے لئے
یزیدی فعل زبانوں پہ "یا علی" توبہ — یہ اور تیر چلے آلِ مرتضیٰ کے لئے

پاکستان کو اس بچے کا انتظار ہے جو یہ پکار اٹھے کہ بادشاہ ننگا ہے

احمدیوں کی قبروں پر حملے

مخالفین سلسلہ کی ذہنی پستی کی علامت

(از ابونائل بشکریہ روزنامہ الفضل لندن مورخہ 16 ستمبر 2022)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ ۫﴿۵﴾ ثُمَّ رَدَدۡنٰہُ اَسۡفَلَ سٰفِلِیۡنَ ﴿۶﴾ (التین 5۔6)

ترجمہ: یقیناً ہم نے انسان کو بہترین ارتقائی حالت میں پیدا کیا۔ پھر ہم نے اسے نچلے درجے کی طرف لوٹنے والوں میں سب سے نیچے لوٹا دیا۔
جیسا کہ ان آیات کریمہ سے ظاہر ہے کہ انسان اپنی بدقسمتی کی وجہ سے ایک اعلیٰ حالت سے گرتا ہوا اتنی پست حالت کی طرف گرتا ہے کہ جانوروں کو بھی مات کر دیتا ہے۔ جو سفلی جذبات انسان کو ان پستیوں کی طرف دھکیلتے ہیں، ان میں سے ایک بے لگام تعصب کا جذبہ بھی ہے۔ یہ جذبہ انسان کو قتل و غارت پر اکساتا ہے۔ اس پر بھی یہ آگ ٹھنڈی نہیں ہوتی تو انسان لاشوں کو مسخ کرنے اور قبروں کی توڑ پھوڑ کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ اس پر بھی تسلی نہیں ہوتی تو قبریں اکھیڑ کر بھی اپنی ذہنی حالت کا ثبوت دیتا ہے۔

قدیم تہذیبوں میں قبروں سے انتقام

اگر ہم قدیم تہذیبوں کا جائزہ لیں تو رومی تہذیب کے قوانین میں قبر کی بے حرمتی کرنے کے جرم پر موت کی سزا دی جاتی تھی۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ جب انتقام کا حیوانی جذبہ جوش مارتا تو اپنے دشمن کی قبر پر غصہ نکالنے سے بھی باز نہ آتے۔ رومی فرمانروا ڈومشن (Domitian) نے ایک قبر اکھیڑ کر اس کی باقیات سمندر میں پھینکنے کا حکم دیا کیونکہ اس کی قبر پر وہ پتھر استعمال کئے گئے تھے جنہیں مندر میں استعمال کرنے کے لئے مخصوص کیا گیا تھا۔ روم میں خانہ جنگی کے بعد رومی جنرل سلا (Sulla) کے حامیوں نے اپنے مدمقابل ماریس (Marius) کی قبر کو اکھیڑ کر اس کی باقیات کو دریا میں پھینک دیا تھا۔

قدیم مصری تہذیب میں کم از کم امراء کی لاشوں کو بہت اہتمام سے دفن کیا جاتا تھا اور ان کے ساتھ روزمرہ استعمال کی اشیاء اور دیگر قیمتی اشیاء بھی دفن کی جاتی تھیں۔ ان کا عقیدہ تھا کہ اشیاء موت کے بعد کی زندگی میں مرنے والے کام آئیں گی۔ ان قیمتی اشیاء کی وجہ سے اور دیگر وجوہات کی بنا پر یہ خدشہ بھی رہتا تھا کہ قبر کشائی کر کے لاش کی بے حرمتی اور مدفون اشیاء کی لوٹ مار کی جا سکتی ہے۔ بسا اوقات اس کے سد باب کے لئے وہ تہہ خانہ جس میں لاش دفن ہوتی خفیہ رکھا جاتا اور بعض اوقات قبروں پر اس شخص کے خلاف جو قبر کو کھولے یا مقبرے کو نقصان پہنچائے بد دعا تحریر کی جاتی تا کہ ایسا ارادہ کرنے والا ڈر جائے۔ مصر کی قدیم ترین تہذیبوں میں جنہیں اصطلاحاً first dynasty یا پہلا شاہی خاندان کہا جاتا ہے ایسی بربریت کی مثالیں مل جاتی ہیں کہ اپنے سیاسی مخالفین کی قبروں کو اکھیڑ کر یہ خیال کیا گیا کہ ہم نے اپنا بدلہ لے لیا ہے۔ اس دور کا زمانہ ڈھائی ہزار سال قبل مسیح سے لے کر تین ہزار سال قبل مسیح تک بتایا جاتا ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کئی شقی القلب ہزاروں سال قبل بھی اندھی دشمنی سے مغلوب ہو کر مقبروں کو تباہ کرتے تھے۔

(Baines, J. and Lacovara, P. (2002) 'Burial and the dead in ancient Egyptian society: Respect, formalism, neglect', Journal of Social Archaeology, 2(1), pp. 5–36.)

بہرحال قدیم زمانہ سے ہی بعض سخت دل لوگ مخالف کی قبروں کو اکھیڑ کر یا لاش کو مسخ کر کے آتش انتقام ٹھنڈی کرتے تھے۔ بائبل میں اس فعل کی مذمت کر کے اسے ایسا فعل قرار دیا گیا ہے، جس کے نتیجہ میں خدا کا عذاب نازل ہو سکتا ہے۔ بائبل کی کتاب عاموس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ موآب پر اس لئے خدا کا عذاب نازل ہوا کہ انہوں نے ادوم کے بادشاہ کی ہڈیوں کو نکال کر جلایا تھا۔ عاموس کا دوسرا باب ان

الفاظ سے شروع ہوا تھا۔

"خداوند یوں فرماتا ہے کہ مُوآب کے تین بلکہ چار گُناہوں کے سبب سے میں اُس کو بے سزا نہ چھوڑوں گا کیونکہ اُس نے شاہ اُودم کی ہڈیوں کو جلا کر چُونا بنا دیا ہے۔ پس میں مُوآب پر آگ بھیجوں گا اور وہ قریوت کے قصروں کو کھا جائے گی اور مُوآب للکار اور نرسنگے کی آواز اور شور و غوغا کے درمیان مرے گا۔"

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں مشرکین مکہ نے اس بدبختی سے حصہ لینے کا ارادہ کیا لیکن ان میں سے عقلمندوں نے مشورہ دیا کہ یہ دروازہ نہیں کھولنا چاہیئے۔ جنگ احد کے موقع پر جب مشرکین کا لشکر مدینہ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ جب یہ لشکر ابواء کے مقام سے گذرا تو ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے مشرکین کو اس بات پر اکسایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کی قبر اکھیڑ دیں۔ لیکن قریش میں سے کئی لوگوں نے یہ مشورہ دیا کہ یہ دروازہ نہیں کھولنا چاہیئے کل کو بنی بکر ہمارے مقابلے پر آئیں گے تو ہماری قبروں کو کھود ڈالیں گے۔

(سیرت الحلبیہ اردو ترجمہ از محمد اسلم قاسمی ناشر دارالاشاعت حصہ دوئم نصف آخر مئی 2009ء صفحہ 137)

چرچ قبر سے انتقام لیتا ہے

جان وائیکلف (John Wycliffe) نے چودہویں صدی عیسوی میں بائبل کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔ اس ترجمہ سے ایک عام پڑھا لکھا شخص بھی جو عبرانی یا یونانی نہیں جانتا یہ معلوم کر سکتا تھا کہ بائبل میں کیا لکھا ہے۔ یہ ایک معقول قدم تھا۔ جان وائیکلف نے پرانے بزرگوں کے حضور دعائیں کرنے اور چرچ سے رقم دے کر بخشش کو خریدنے کی مخالفت کی۔ اس پر چرچ نے جان وائیکلف کی شدید مخالفت شروع کر دی۔ اس کی زندگی میں اس کی مخالفت تو ہوئی تھی لیکن انتقام کی یہ آگ اس کی موت کے بعد بھی ٹھنڈی نہیں ہوئی۔ اس کی موت کے چالیس سال بعد ایک کونسل میں اس پر مقدمہ چلایا گیا۔ اس کونسل نے جان وائیکلف کو سزا سنائی اور پوپ مارٹن پنجم نے اس سزا کی تصدیق کی۔ چنانچہ قبر سے اس کی ہڈیاں نکالی گئیں اور انہیں نذر آتش کیا گیا۔ لیکن یہ نامعقول فعل جان وائیکلف کے نظریات کی رو کو روک نہ سکا۔ آج دنیا بھر کی زبانوں میں بائبل کے تراجم ہوتے ہیں اور اب کیتھولک چرچ بخشش کو فروخت نہیں کرتا۔

موجودہ دور میں قبروں پر حملے

بہرحال گذشتہ صدی میں بھی کہیں نہ کہیں بربریت کا یہ انداز جاری رہا۔ جب 1930ء کی دہائی میں سپین میں خانہ جنگی کی تباہ کاری عروج پر تھی تو ریپبلک کے حامی گروہ اور کیتھولک چرچ کے درمیان ٹھن گئی۔ اختلاف نے تصادم اور تصادم نے بربریت کو جنم دیا۔ ریپبلک کے حامیوں کا کہنا تھا کہ چرچ ان کے مخالف جرنیلوں کی مدد کر رہا ہے۔ اس کا انتقام لینے کے لئے اس گروہ میں سے بہت سے شقی القلب افراد نے چرچ کے احاطہ میں دفن پادریوں اور ننز کی قبروں کو نہ صرف اکھیڑ کر باہر نکالنا شروع کیا بلکہ ان کی ہڈیوں اور لاشوں کو باہر نکال کر سڑکوں پر اور پبلک مقامات پر نمائش پر رکھنا شروع کر دیا۔

(Comparative Studies in Society and History Vol. 27, No. 2 (Apr., 1985), pp. 241-260)

اسی طرح جب دوسری جنگ عظیم سے قبل جرمنی میں نسل پرست نازی جماعت کا تسلط ہوا تو یہودیوں کے خلاف نفرت انگیزی کا آغاز ہوا۔ اس دور میں نازیوں نے یہودیوں کے بہت سے قبرستانوں کو تباہ کیا گیا اور قبروں کے کتبوں کو مختلف عمارات میں استعمال کیا گیا۔

عصر حاضر میں قبروں کی توڑ پھوڑ

اب تک یہ منحوس سلسلہ جاری ہے۔ 2008ء میں فرانس میں ایک مقام پر 500 مسلمانوں کی قبروں کی بے حرمتی کی گئی اور ان کے کتبوں کو توڑنے کے علاوہ ان کے کتبوں پر نسل پرست نعرے لکھے۔ اس سال جنوبی سویڈن میں مالمو کے مقام پر عید الفطر سے بالکل قبل مسلمانوں

اور آر تھوڈوکس عیسائیوں کی قبروں کو توڑا پھوڑا گیا۔ بعض کتبوں پر سرخ رنگ پھینکا گیا تھا۔

یہ غیر انسانی رویہ ایک عالمی مسئلہ بن چکا ہے۔اس بارے میں یونائیٹڈ سٹیٹس کمیشن برائے انٹرنیشنل ریلجس فریڈم نے گذشتہ سال ستمبر میں ایک حقائق نامہ شائع کیا۔اس کے مطابق الجیریا، آزربائیجان، مصر، پاکستان، جنوبی افریقہ اور ترکی میں مذہبی بنیادوں پر قبروں کی بے حرمتی کی گئی۔ اس رپورٹ کے مطابق 2018ء میں الجیریا میں ایک سے زائد مرتبہ عیسائی احباب کی قبروں کے کتبوں کو مسمار کیا گیا۔ آذربائیجان میں نگورنوکاراباغ کے علاقہ میں عیسائی حملہ آوروں نے مسلمانوں کی قبروں کو مسمار کیا۔ مصر میں ایک قبطی عیسائی لڑکے کی قبر سے لاش کو اس کے لئے نکالا گیا کیونکہ اس کی تدفین مسلمانوں کے قبرستان میں ہو گئی تھی۔ اکتوبر 2019ء میں جنوبی افریقہ میں کیپ ٹاؤن کے مقام پر نامعلوم حملہ آوروں نے مسلمانوں کے ایک قبرستان پر دھاوا بول کر اسی قبروں کے کتبوں کو اکھیڑ کر انہیں ایک صلیب کے نشان کی صورت میں رکھ دیا۔ ترکی میں یزیدی عقیدہ کے لوگوں کی قبریں نفرت انگیزی کا نشانہ بنیں۔ مختلف یورپی ممالک میں مسلمانوں کی قبروں کے علاوہ یہودیوں کی قبروں پر بھی بار بار حملہ کر کے توڑ پھوڑ کی گئی۔ اسی طرح اس رپورٹ میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ پاکستان میں احمدیوں کی قبروں اور قبرستانوں کو بار بار نشانہ بنایا گیا ہے۔

اس بربریت کی نفسیات کیا ہے؟

ماہرین نفسیات نے اس بات کا تجزیہ کیا ہے کہ آخر کن نفسیاتی وجوہات کی بنا پر انسان اتنا گر جاتا ہے کہ وہ ایک قبر پر حملہ کرنے یا اسے اکھیڑنے یا اس کا کتبہ توڑنے جیسے گھناؤنے جرم کا ارتکاب کرتا ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ بہت سی مثالوں میں یہ ہوتا ہے کہ ایک متعصب گروہ ذہنی طور پر اس بات پر آمادہ نہیں ہوتا کہ وہ اپنے ملک کے بعض شہریوں کو اپنا ہم وطن یا اپنے ملک کا شہری تسلیم کر لے۔ چنانچہ اسی ذہنی رو میں وہ ان کی قبروں پر حملے شروع کر دیتا ہے۔ اور یہ روش اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ تم اس ملک سے یا اس ملک کی زمین سے وابستہ نہیں ہو۔ ہم تمہاری قبروں کو اور اس کے کتبوں کو بھی اس ملک کی زمین پر بھی قائم نہیں رہنے دیں گے۔

(What Motivates Cemetery Vandalism? By Renee Garfinkel . Psychology Today 9 March 9 2017)

پاکستان میں احمدیوں کی قبروں پر حملے

جب جماعت احمدیہ کے مخالفین احمدیوں کی قبروں پر حملہ آور ہوتے ہیں تو اس کے پیچھے یہ جذبات تو کارفرما ہوتے ہیں، ان کے علاوہ ایک اور جنون بھی کارفرما ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ احمدیوں کی قبروں پر کلمہ طیبہ، بسم اللہ، کوئی آیت یا کوئی عربی آیت کیوں درج ہے؟ پاکستان میں یہ قوانین تو بنادیئے گئے کہ کوئی احمدی اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتا، اذان نہیں دے سکتا، اپنی مسجد کو مسجد نہیں کہہ سکتا اور احمدیوں کی تبلیغ سے خائف ہو کر یہ بھی قانون بنادیا کہ کوئی احمدی تبلیغ نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد مساجد سے کلمہ طیبہ مٹانے کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ اور پھر اس بات کی فکر پڑ گئی کہ کسی احمدی کے پاس قرآن مجید کیوں موجود ہے؟ ایک عدالتی فیصلہ میں اس بات پر بھی تشویش کا اظہار کیا گیا کہ احمدیوں کے نام مسلمانوں کے ناموں جیسے بھی کیوں ہیں۔ گذشتہ کچھ سالوں سے اس ذہنی بیماری کا رخ احمدیوں کی قبروں کی طرف ہو گیا ہے۔ اور انہیں یہ غم لاحق ہو گیا ہے کہ احمدیوں کی قبروں پر کلمہ طیبہ یا آیات کیوں درج ہیں؟ ان کی قبریں مسلمانوں کی قبروں سے کیوں ملتی ہیں؟ چنانچہ اسی ذہنی مرض سے کیفیت سے مغلوب ہو کر پاکستان میں احمدیوں کی قبروں اور قبروں کے کتبوں پر حملے شروع کر دیئے۔ اور یہ سلسلہ کئی سالوں سے جاری ہے۔

4 دسمبر 2011ء کو دنیاپور ضلع لودھراں میں احمدیوں کے قبرستان پر حملہ کر کے سات قبروں کے کتبے توڑ دیئے گئے۔ 10 جولائی 2012ء کو چک 165 ای بی ضلع پاکپتن میں احمدیوں کی قبروں کی توڑ پھوڑ کی اور ان پر مخالفانہ تحریریں لکھ کر اپنی پست ذہنیت کا مظاہرہ کیا۔ 4 ستمبر

2012ء کو جڑانوالہ ضلع فیصل آباد میں جماعت احمدیہ کے مخالفین کی رپورٹ کے بعد پولیس رات کے اندھیرے میں احمدیوں کے قبرستان میں داخل ہوئی اور 23 کتبوں کو توڑ کر ان کے ٹکڑے اپنے ساتھ لے گئی۔ جب حکومت کے ادارے اور قانون نافذ کرنے والے خود اس قانون شکنی میں ملوث ہوں تو لازمی طور پر اس کے نتیجہ میں متعصب گروہ کی جرأت بڑھے گی۔ ان واقعات کے بعد 2 دسمبر 2012ء کی رات کو دس بارہ مسلح افراد ماڈل ٹاؤن لاہور میں داخل ہوئے اور 120 احمدی مرحومین کی قبروں کے کتبوں کو مسمار کیا۔ پولیس وہاں پہنچی لیکن پھر بھی مجرمین کو فرار ہونے دیا گیا۔ جب اگلے روز پریس رپورٹر نے اس بارے میں ایس ایچ او سے رابطہ کیا تو اس ایس ایچ او نے کہا کہ مجھے اس واقعہ کا علم ہی نہیں۔ اگر ذرا بھی انسانیت ہوتی تو اس سانحہ کے بعد پولیس احمدیوں کے قبرستانوں کی حفاظت کا انتظام کرتی لیکن خود حکومت اس بہیمانہ سلسلہ کی حوصلہ افزائی کر رہی تھی۔ چک 96 گ ب تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد میں مخالفین نے پولیس کو درخواست کی کہ احمدیوں کی قبروں پر لکھی ہوئی عبارتوں سے ان کی دل آزاری ہو رہی ہے۔ اس پر پولیس نے قانون شکنی کرتے ہوئے بغیر کسی عدالتی حکم کے 9 مارچ 2014ء کو احمدیوں کی قبروں کے کتبوں کو مسمار کر دیا۔

گذشتہ چند سالوں میں بھی اس قسم کے اندوہناک واقعات کا سلسلہ جاری رہا۔ 4 جنوری 2020ء کو چک 40 سانگلہ ہل ضلع ننکانہ میں ایک احمدی کی قبر کی بے حرمتی کی گئی۔ فروری 2020ء میں فتح دریا جھنگ میں دو احمدیوں کی قبروں کی بے حرمتی کی گئی۔ اور اسی مہینے کے دوران خود پولیس کے اہلکاروں نے چک 2 ٹی ڈی اے ضلع خوشاب میں احمدیوں کی قبروں کی بے حرمتی کی۔ 13 اپریل 2020ء کو کھرپڑ ضلع قصور میں ایک احمدی کی قبر پر توڑ پھوڑ کی گئی۔ مئی 2020ء میں پچاس مولوی صاحبان اور کچھ پولیس اہلکاروں نے شوکت آباد ننکانہ صاحب میں احمدیوں کی قبروں اور کتبوں کو مسمار کیا۔ جون 2020ء میں چک 79 نواں کوٹ ضلع شیخوپورہ میں احمدیوں کی قبروں کے خلاف مہم چلائی گئی اور آخر کار خود پولیس والوں نے احمدیوں کی درجنوں قبروں کے کتبوں کو مسمار کر دیا۔ اس سے اگلے ماہ ایک شکایت پر عمل کرتے ہوئے گوجرانوالہ کینٹ کے پولیس سٹیشن کے اہلکاروں نے ایک گاؤں کے احمدی قبرستان پر دھاوا بول کر 69 احمدیوں کی قبروں اور کتبوں کو مسمار کیا۔ اگست 2020ء میں چک 79 نواں کوٹ ضلع شیخوپورہ میں احمدیوں کی قبروں کو مسمار کیا گیا۔ اسی مہینے میں دیونہ ماجرہ ضلع گجرات میں ایک قبر کو نقصان پہنچایا گیا اور 18 ستمبر 2020 کو رنسی ضلع شیخوپورہ میں ایک احمدی کی قبر کی بے حرمتی کی گئی۔ اسی مہینے کی 30 تاریخ کو شاہ مسکین ضلع شیخوپورہ میں احمدیہ قبرستان میں 40 قبروں کو نقصان پہنچایا گیا۔ نومبر 2020ء میں دھرکنہ ضلع چکوال اور ترگڑی ضلع گوجرانوالہ میں یہ بربریت دہرائی گئی۔ دسمبر 2020ء میں پولیس سٹیشن کلر کہار کی حدود میں ایک گاؤں میں احمدیوں کے قبرستان میں تین قبروں کی بے حرمتی کی گئی۔

2021ء شروع ہوا تو تھانہ گوجرہ صدر ٹوبہ ٹیک سنگھ کی حدود میں احمدیوں کے ایک قبرستان میں داخل ہو کر خود ایس ایچ او، پٹواری اور تحصیلدار نے ایک احمدی کی قبر کا کتبہ مسمار کیا۔ اسی مہینے میں بھوئیوال ضلع شیخوپورہ میں تین احمدیوں کی قبروں کے کتبے توڑ دیئے گئے۔ یہ واقعہ تھانہ شرقپور کی حدود میں پیش آیا۔ پھر 26 جنوری 2021ء کو دھیروکے ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں اس قسم کا واقعہ ہوا۔ فروری 2021ء میں 565 گ ب جڑانوالہ ضلع فیصل آباد میں خود پولیس افسران نے 25 احمدیوں کی قبروں کو مسمار کروایا۔ اس کے بعد یہی تاریخ نارنگ منڈی، چک 79 اور کوٹ سندھا ضلع شیخوپورہ میں دہرائی گئی۔ مارچ میں پولیس نے ایک مرتبہ پھر ایک شکایت پر چابک دستی دکھاتے ہوئے کوٹ دیالداس ضلع ننکانہ میں 16 احمدیوں کی قبروں کو مسمار کیا۔ اسی طرح اپریل 2021ء میں چک 604 ضلع مظفر گڑھ میں پولیس کے اہلکاروں نے ایک احمدی کی قبر کے کتبہ سے کچھ عبارتیں مٹائیں۔ اسی مہینے میں چک 604 ضلع مظفر گڑھ اور سیج کالر ضلع گوجرانوالہ میں ایک ایک قبر کو نقصان پہنچایا گیا۔ 9 ستمبر 2021ء کی تاریخ کو تلونڈی موسیٰ خان ضلع گوجرانوالہ میں 40 قبروں کو نقصان پہنچایا گیا۔

اس سال کے آغاز پر فروری میں چک 354 ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ، پریم کوٹ ضلع حافظ آباد، اور گجو چک ضلع گوجرانوالہ، آروکے ضلع شیخوپورہ

اور سید والا ضلع شیخوپورہ میں بہت سی قبروں کی توڑ پھوڑ کی گئی۔ پھر ضلع سرگودھا کے ایک گاؤں گھوگھیاٹ میں احمدیوں کی کچھ قبروں کی بے حرمتی کی گئی۔ مارچ 2022ء میں چک 96 صریح فیصل آباد اور پیرو چک سیالکوٹ میں احمدیوں کی قبروں پر حملے کئے گئے۔ 19 اور 20 مئی 2022ء کی درمیانی رات کو پشاور کے قریب ایک گاؤں سانگو میں ایک احمدی اشفاق احمد صاحب ولد ڈاکٹر سرور کی قبر کو کھود کر اشفاق احمد کے جسد خاکی کے باقی ماندہ ٹکڑے باہر پھینک دیئے گئے۔ اور 21۔22 اگست 2022ء کی درمیانی رات کو مانانوالہ ضلع فیصل آباد میں 12 احمدیوں کی قبروں کو نقصان پہنچایا گیا۔

یہ خلاصہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ پاکستان میں اس قسم کے وحشیانہ واقعات بڑھ رہے ہیں۔ یہ ذہنی عارضہ خاص طور پر پنجاب کے مختلف اضلاع میں ترقی کر رہا ہے۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں پہلے یہ دعوے کئے گئے کہ ہم اس جماعت کو صفحہ ہستی مٹادیں گے۔ ظاہر ہے کہ اس میں کامیابی تو نہیں ہوئی تو پھر احمدیوں کے اموال، املاک اور جانوں پر حملے کر کے جماعت کو مٹانے یا کم از کم ترقی کو روکنے کی کوششیں کی گئیں۔ یہ اقدامات بھی جماعت احمدیہ کی ترقی کو نہیں روک سکے۔ اب اس گروہ کا رخ احمدیوں کی قبروں کی طرف ہے۔ اور ان قبروں کو نقصان پہنچا کر بزعم خود اپنی ناکامی کی خفت کو کم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اب ہر دو تین ماہ کے بعد پاکستان میں اس قسم کا کوئی نہ کوئی دلخراش واقعہ ہوتا ہے۔ اور بعض مہینوں میں تو ایک سے زیادہ مقامات پر احمدیوں کی قبروں پر حملے کئے جاتے ہیں اور ان قبروں کے کتبوں کو توڑا جاتا ہے۔

مخالفین سلسلہ کو حضرت مسیح موعودؑ کا ایک چیلنج

اس وحشیانہ طرز عمل سے جماعت احمدیہ کے مخالفین کیا حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ اور کس وجہ سے وہ اس پستی تک گر گئے ہیں، جس تک گرنے پر مشرکین مکہ بھی آمادہ نہیں ہوئے تھے۔ اس سوال کا جواب تو مخالفین سلسلہ ہی دے سکتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ ظاہر ہے کہ اس قسم کی اوباشانہ حرکات کا آخری مقصد ایک ہی ہوتا ہے اور وہ یہ کہ کسی طرح نعوذ باللہ جماعت احمدیہ کو نیست و نابود کر دیا جائے۔ اور اس مقصد کے لئے سو سال سے یہ تمام پاپڑ بیلے جا رہے ہیں۔ اس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد پیش خدمت ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ چیلنج آج تک جماعت احمدیہ کے مخالفین کو اس مقابلہ کے لئے بلا رہا ہے۔

"اگر مجھے آپ لوگ کاذب سمجھتے ہیں تو آپ کو یہ بھی تو اختیار ہے کہ مساجد میں اکٹھے ہو کر یا الگ الگ میرے پر بد دعائیں کریں اور رو رو کر میرا استیصال چاہیں۔ پھر اگر میں کاذب ہوں گا تو ضرور وہ دعائیں قبول ہو جائیں گی اور آپ لوگ ہمیشہ دعائیں کرتے بھی ہیں۔ لیکن یاد رکھیں اگر آپ اس قدر دعائیں کریں کہ زبانوں میں زخم پڑ جائیں اور اس قدر رو رو کر سجدوں میں گریں کہ ناک گھس جائیں اور آنسوؤں سے آنکھوں کے حلقے گل جائیں اور پلکیں جھڑ جائیں اور کثرت گریہ وزاری سے بینائی کم ہو جائے اور آخر دماغ خالی ہو کر مرگی پڑنے لگ جائے یا مالیخولیا ہو جائے تب بھی وہ دعائیں نہیں سنی جائیں گی کیونکہ میں خدا سے آیا ہوں۔" (روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 471-472)

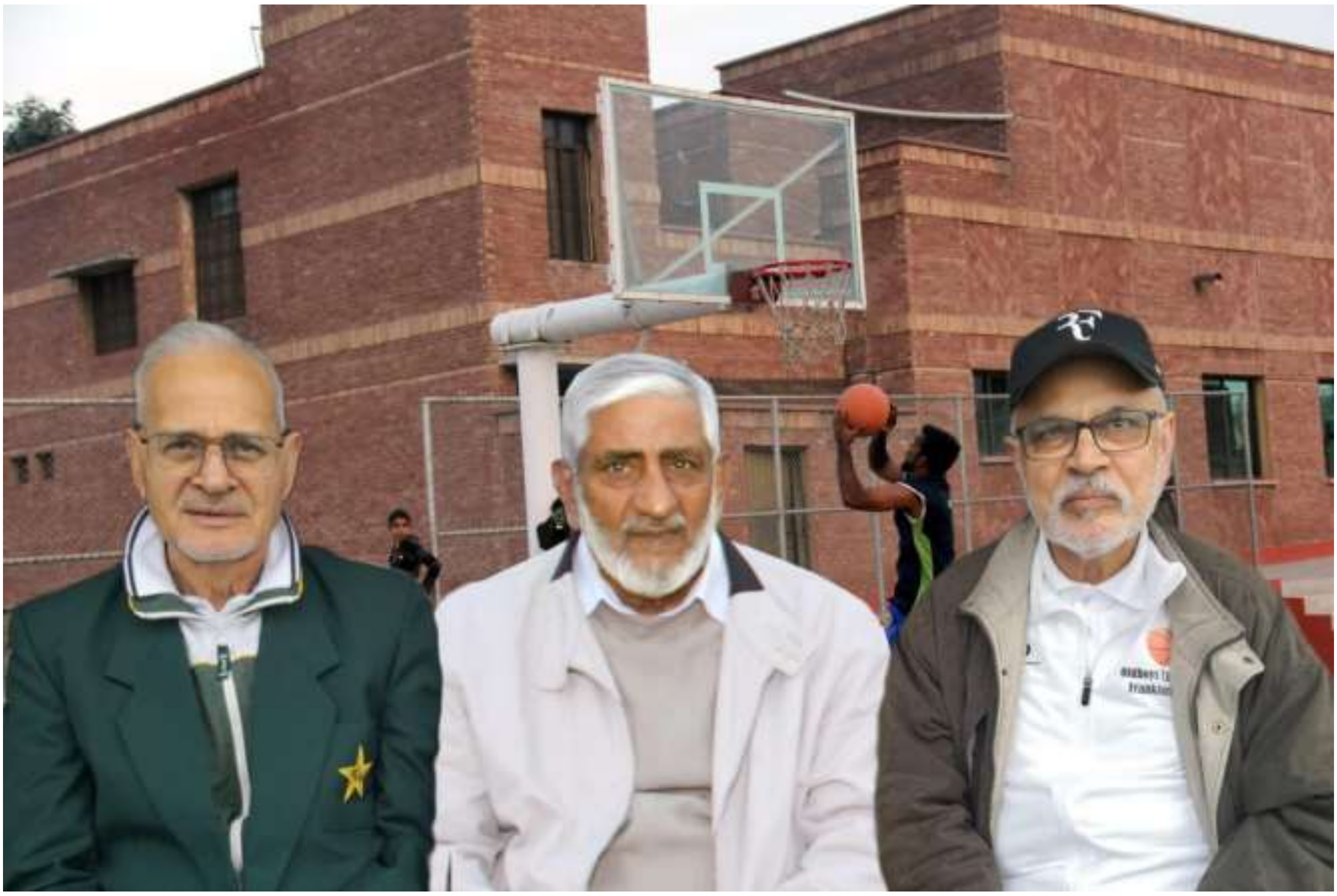

سالانہ عشائیہ 2016
T.I. COLLEGE OLD STUDENTS ASSOCIATION UK

یہ سکول ہیں یا پھانسی گھاٹ

(از نعیم احمد باجوہ۔ بشکریہ ہم سب 3 اکتوبر 2022)

”سکول وہ عمارت ہے جس کی چار دیواری کے اندر آپ کا آنے والا کل پایا جاتا ہے۔“ تعلیمی ادارے قوم کا اندرونہ زبان حال سے بیان کر دیتے ہیں۔ ان اداروں کی سنجیدگی، دیانت اور مہارت کل کی راہنما نسل کی خبر لاتی ہے تو لاپرواہی، بد دیانتی اور غیر سنجیدگی قوم کے در دیوار پر اگنے والے خار دار ببول کو حتمیت کی ردا پہناتی ہے۔

تعلیمی ادارے ہی وہ نرسری ہیں جہاں سے کل کے سیاستدان، سپہ سالار، سپاہی منصف اور استاد پیدا ہوتے ہیں۔ جو آنے والے کل کی ضمانت بنتے ہیں۔ بحیثیت قوم کل کی سمت کیا ہو گی اس کی نشاندہی کرتے ہیں۔ آپ کہیں بھی چلے جائیں جتنے بھی بڑے مقام و مرتبہ پر فائز ہو جائیں تعلیمی ادارے میں گزارے ہوئے ایام کے نقش دل و دماغ پر ہمیشہ قائم رہتے ہیں۔

گورنمنٹ ہائی سکول چونڈہ کے بڑے دروازے سے داخل ہوتے ہی دائیں طرف سائیکل اسٹینڈ تھا۔ کبھی سائیکل پر سکول جاتے تو اسی جگہ سائیکل تالہ لگا کر کھڑی کرتے۔ چوکیدار ساری سائیکلوں کو ترتیب سے قطار میں کھڑا کر کے ان کے اندر سے ایک بڑی سی چین گزار کر باندھ دیتا۔ اب سائیکل چھٹی ہونے پر ہی مل سکتی تھی اس سے پہلے نہیں۔ اسی سائیکل اسٹینڈ کی لمبی سی دیوار پر سیاہی سے جلی حروف میں ایک عبارت لکھی تھی جو آج تیس سال گزرنے کے بعد بھی اسی طرح صاف لکھی نظر آتی ہے۔ تین چیزوں سے پرہیز۔ شیزان۔ شیطان۔ قادیان۔

یہ پھر بھی بھلا وقت تھا ابھی سر تن سے جدا کرنے کے نعرے مارکیٹ میں عام نہیں تھے۔ ابھی کاپیوں کتابوں کے کور پر نفرت انگیز مواد تحریر نہیں تھا۔ شرف انسانیت کا کچھ پاس ابھی باقی تھا۔ اختلاف مذہب وعقیدہ کے باوجود اکٹھے سفر کرنا ممکن تھا۔ ایک ہی کلاس میں احمدی، مسلم، غیر مسلم، عیسائی سب بیٹھ سکتے تھے۔ ہمارے ایک استاد احمدی تھے تو ایک عیسائی بھی تھے۔ سب کا احترام بطور

استاد برابر تھا۔ ابھی مذہب و عقیدہ کی عینک ہر معصوم بچے کی ناک پر زبردستی ٹکائی نہیں گئی تھی۔

تاہم ایسی عینکوں کو تیار کرنے کی فیکٹریاں ضرور لگ چکی تھیں جو دھڑا دھڑ خام مال کو جنونیت کی تہ در تہ دبیز پر تیں چڑھا کر تیار کرنے میں دن رات مصروف تھیں۔ "مردِ مومن" کے پتلے کو بیچ آسمان پھٹتے تو دیکھ چکے تھے لیکن اس کی راکھ آنے والی کتنی نسلوں کی بینائی اچک کرلے جائے گی اس کا اندازہ شاید ابھی نہیں لگایا گیا تھا۔ آج وہ جن پوری طرح معاشرے کو لپیٹ میں لئے ہوئے ہے۔ کوئی در دیوار اس سے محفوظ ہیں نہ قبرستان۔ مساجد محفوظ ہیں نہ سکول۔

کیا آپ تصور کرسکتے ہیں کہ اپنے جس بچے کو حصول تعلیم کے لئے بھیج رہے ہیں جس پر آپ سرمایہ کاری کررہے ہیں، جسے معاشرے میں عزت و آبرو سے زندگی گزارتے دیکھنے کے خواب پال رہے ہیں، جسے توقیر کے اعلیٰ راتب پر فائز ہونے کا تصور جمائے بیٹھے ہیں۔ وہ علم و معرفت کی معراج پانے یا اس طرف مائل ہونے، غور و فکر اور تدبر کی عادت ڈالنے، علمی میدان کا شہسوار بننے، تحقیقاتی میدانوں میں آگے بڑھنے، دلیل اور حسن خلق سے دوسروں کو قائل کرنے کے بجائے لوگوں کی گردنیں ماریں اور ان کی جان و مال و عزت و آبرو پر حملہ کرنے، کسی کو بھی کہیں بھی اپنی مرضی سے اختلاف رائے و مذہب و عقیدہ کی بنا پر از خود فیصلہ کر کے سر تن سے جدا کرنے والی خودکار مشین میں تبدیل ہو رہا ہے۔ ایسی درس گاہیں جن کے در دیوار پر انسانی لہو، جس کی حرمت قائم کی گئی تھی، کو ارزاں کرنے کے پیغامات جلی حروف میں تحریر ہوں وہاں سے کیسے معماران قوم برآمد ہوں گے اس کو سمجھنے کے لئے کسی افلاطون کی ضرورت تو نہیں ہے۔ "سکول وہ عمارت ہے جس کی چار دیواری کے اندر آپ کا آنے والا کل پایا جاتا ہے۔"

چیف سیّد معین شاہ صاحب کی ایک منظوم کوشش

خدا کا نظام بھی کچھ عجیب ہے
کوئی امیر ہے تو کوئی غریب ہے

جس کو بھی جو خدا سے ملا ہے
وہ اس کا ہی اپنا نصیب ہے

آج ہر جگہ خود غرضی کا زمانہ ہے
جو اس کی راہ میں لُٹا گیا وہ بانصیب ہے

نفسا نفسی کے اس عالم میں
مطمئن دل ہی اُس غنی کا حبیب ہے

بخش دے وہ اسے جس پر وہ مہرباں ہے
وہ رحیم و غفور ہے وہی حسیب ہے

سجدہ شکر کی مجھے توفیق دے یارب
تو وہاب ہے، تیری بندگی میرا نصیب ہے

معین! محبت جس نے بھی کی اللہ سے
یقیں مانو، پھر وہی اس کے قریب ہے

تعلیم الاسلام کالج کے ایک ہونہار طالب علم

ایمبیسڈر رشید احمد

ہم اپنی ویب سائٹ پر اور المنار میں کالج کے سابق طلباء کا تعارف کرواتے رہتے ہیں جو اعلیٰ عہدوں پر فائزرہ کر ملک و قوم کی خدمت میں نام پیدا کر چکے ہیں۔ ان میں سول سروسز میں محترم جناب کنور ادریس صاحب، محترم جناب جسٹس محمد اسلام بھٹی صاحب، محترم جناب ڈاکٹر عبد الکریم صاحب، محترم جناب محمد داؤد طاہر صاحب اور اسی طرح پاکستان آرمی میں بہت سے سابق طلباء جن کے نام لکھنا شروع کروں تو فہرست لمبی ہو جائے گی۔ اس وقت میں کالج کے ہونہار سابق طالب علم کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جن سے ہمارے بہت سے ممبران واقف نہیں ہیں۔ اور غالباً وہ واحد دوست ہیں جو فارن سروس میں گئے اور کئی ممالک میں پاکستان کے سفیر کی حیثیت سے عظیم خدمات بجالا کر 2000 میں ریٹائر ہوئے۔ میری مراد محترم جناب رشید احمد صاحب سے ہے جنہوں نے 1960 میں تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے گریجویشن کی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد رحمہ اللہ، جو اس وقت نہ صرف پرنسپل تھے بلکہ پولیٹیکل سائنس خود پڑھاتے تھے۔ ان سے یہ مضمون پڑھنے کی سعادت حاصل کی اور اس پر ان کو فخر تھا۔ اپنی علمی قابلیت کی بدولت محترم رشید احمد صاحب کالج کے رسالہ المنار کے انگریزی سیکشن کے ایڈیٹر انچیف بھی رہے۔ اپنے نمایاں علمی قابلیت کی وجہ سے ان کو کالج میں رشید احمد Hazlitt کہا جاتا تھا۔

جناب رشید احمد صاحب نے گورنمنٹ کالج لاہور سے انگریزی میں ایم کیا اور پھر دو سال بطور استاد خدمت کے بعد فارن سروس میں منتخب ہوئے۔ وزارت خارجہ میں ڈائریکٹر۔ ڈائریکٹر جنرل ، فرسٹ سیکرٹری، کونسلر وغیرہ ابتدائی عہدوں پر کام کرنے کے بعد وہ سفیر پاکستان کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ بطور سفیر پاکستان انہوں نے رومانیہ، بلغاریہ، سینیگال، گیمبیا، گنی بساؤ۔ آئیوری کوسٹ۔ یونان اور کزاخستان میں سالہا سال پاکستان کی خدمت کی۔ مجھے افسوس ہے کہ انہوں نے مجھے کئی سال پہلے اپنے اپنے کالج کے زمانہ میں لکھے ہوئے بعض مضامین بھی بھجوائے مگر میری کوتاہی کی نظر ہو گئے۔ انہوں نے مضامین کے علاوہ بہت سی اور بھی تصاویر بھجوائی ہیں ۔ جو میرے پاس محفوظ ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو کالج کے مجوزہ souvenir میں جو ابھی نامکمل ہے انشاءاللہ شامل کر لی جائیں گی۔ وماتوفیقی اللہ باللہ

خاکسار

حمید احمد چوہدری

حج بیت اللہ شریف میں ولولہ انگیز کیفیات

(چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب رضی اللہ عنہ)

چونکہ عالمی عدالت میں تقرر 2 فروری 1964ء سے عمل میں آنا تھا میں نے اقوام متحدہ میں پاکستانی سفیر کے منصب کا چارج 5 فروری 1964ء کو چھوڑ دیا۔ عدالت میں دوبارہ تقرر کے دیگر فوائد کے علاوہ ایک نعمت عظمیٰ جو حاصل ہوئی وہ یہ تھی کہ مارچ 1967ء میں میری حج بیت اللہ کا فریضہ ادا کرنے کی دیرینہ آرزو محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی ذرّہ نوازی سے بر آئی۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ۔ حُسنِ اتفاق سے عزیز انور احمد اور عزیزہ امینہ کا ساتھ بھی میسّر آ گیا جن کی رفاقت کی وجہ سے مجھے بہت آرام ملا۔ فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ خَیْرًا

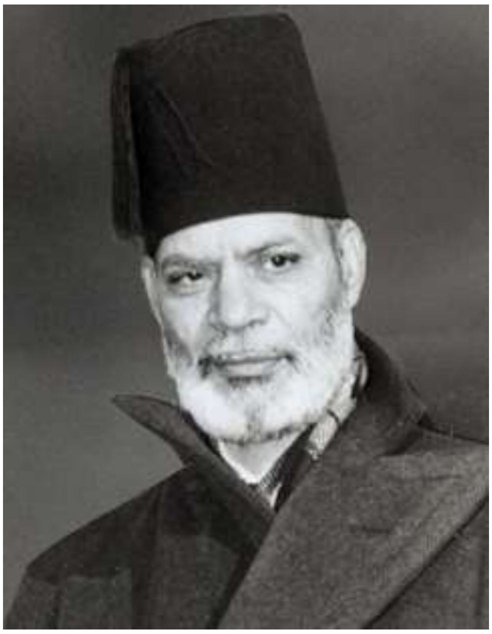

ہم کراچی سے 10 مارچ 1967ء جمعہ کے دن فجر کے وقت روانہ ہوئے اور دس بجے قبل دوپہر بخیریت جدّہ پہنچ گئے۔ تشریفات ملکیہ (شاہی پروٹوکول) کی طرف سے ہماری رہائش کا انتظام جدّہ پیلس ہوٹل میں کیا گیا تھا جو امریکن طرز کا نہایت عمدہ آرام دہ ہوٹل ہے۔ اسی دن ہم مکّہ معظمہ میں حاضر ہو کر بفضلِ اللہ عمرہ سے مشرف ہوئے اور پھر جدہ واپس آ گئے۔ 11 کو جدہ میں ٹھہر کر تشریفات ملکیہ کے ساتھ پروگرام طے کیا۔ پاکستانی سفارت خانے میں حاضر ہو کر سفیر کبیر اور ان کے افسران سے نیاز حاصل کیا۔ ان میں سے دو صاحبان شیخ اعزاز نیاز صاحب افسر حج اور سید اشتیاق حسین صاحب مدیر ثالث وزارت خارجہ میں میرے رفیق کار رہ چکے تھے، اب بھی پہلے سی تواضع کے ساتھ پیش آئے اور انتظامات حج کے سلسلے میں ہمارے آرام کا موجب ہوئے۔ فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ خَیْرًا۔ 12 کو ہم جدہ سے کار پر مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور 15 تک وہاں قیام کیا۔ ہماری جائے قیام مسجد نبوی سے چند قدم کے فاصلے پر تھی اس سہولت کی وجہ سے ہمیں بفضل اللہ سب اوقات میں مسجد میں حاضری اور نوافل کی ادائیگی کا موقع میسر آجاتا تھا۔ البتہ رسول اکرم ﷺ کے روضۂ مبارک اور حضورؐ کے منبر کے درمیان نوافل ادا کرنے والوں کا ہر وقت اس قدر ہجوم رہتا تھا کہ ہمیں خدشہ ہوا کہ ان ایام میں اس مبارک مقام پر نفل ادا کرنے اور دعا کرنے کی حسرت دل میں ہی رہ جائے گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے خاص کرم اور بندہ نوازی سے یہ موقع بھی بفراغت میسر آ گیا۔ غیر معمولی ہجوم کی وجہ سے مسجد کی صفائی کے متعلق خاص انتظام کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے مسجد نصف شب سے لے کر تین گھنٹے کے لئے بند کر دی جاتی ہے اور اس دوران میں خدام مسجد کی صفائی مستعدی کے ساتھ مکمل کر لیتے ہیں۔ 13 کی شام کو نمائندہ تشریفات نے ہمیں مطلع کیا کہ وہ نصف شب کے وقت تشریف لا کر ہمیں مسجد کے اندر لے چلیں گے اور جس قدر عرصہ ہم چاہیں نوافل اور دعا میں صَرف کر سکیں گے۔ چنانچہ دونوں رات ہمیں یہ موقع نصیب ہوتا رہا۔ فالحمد للہ۔ 15 کو مدینہ منورہ سے جدہ واپسی ہوئی۔ 16 کو ہم پھر مکہ معظمہ حاضر ہوئے اور عمرہ اور مناسک ادا کئے۔ 17 کو مکہ معظمہ منتقل ہو گئے۔ 18 کی شام کو جلالۃ الملک فیصل کی طرف سے استقبالیہ دعوت تھی۔ عزیز انور احمد اور میں بھی مدعو تھے۔ جلالۃ الملک نے اپنی تقریر میں قضیۂ یمن کا ذکر فرمایا اور صراحت فرمائی کہ ان کا موقف یہ ہے کہ جو عناصر بھی بیرون یمن سے یمن میں داخل ہوئے ہیں وہ یمن سے نکل جائیں اور یمن کی رعایا بغیر کسی بیرونی تداخل کے آزادانہ اپنے مستقبل کا فیصلہ کرے۔ مزید فرمایا ہم اعلان کرتے ہیں اور آپ سب کو اس پر گواہ ٹھہراتے ہیں کہ یمنی رعایا جو فیصلہ بغیر کسی بیرونی تداخل یا کسی جبر کے کرے گی ہم اس کے پابند ہوں

گے خواہ فیصلہ ہماری نگاہ میں پسند ہو یا نہ ہو۔ جناب اسمٰعیل ازہری صاحب صدر سوڈان دعوتِ استقبالیہ میں خصوصی مہمان تھے انہوں نے بھی حاضرین کو خطاب فرمایا۔ طعام سے فراغت پر میں نے عزیز انور احمد کو جلالۃ الملک کی خدمت میں پیش کیا۔

مکہ معظمہ منتقل ہونے پر ہم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کی قیام گاہ پر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ صاحبزادہ صاحب کراچی سے اسی پرواز میں جدّہ تشریف لائے تھے جس پر ہم نے سفر کیا تھا۔ جدّہ پہنچتے ہی آپ مکّہ معظمہ حاضر ہو گئے تھے۔ آپ نے ان احباب جماعت احمدیہ کی فہرست تیار کرائی جو فریضۂ حج کی ادائیگی کیلئے آئے ہوئے تھے۔ اس فہرست کی تکمیل پر معلوم ہوا کہ اس سال بفضل اللہ ایک سو سے زائد احمدی احباب نے فریضۂ حج کی سعادت حاصل کی۔ فالحمدللہ۔ ان میں ایشیا، افریقہ، یورپ سے آنے والے احباب شامل تھے۔ ممکن ہے کوئی دوست امریکہ سے بھی تشریف لائے ہوئے ہوں لیکن مجھے اس کا علم نہیں۔

مکہ معظمہ میں ہمارا قیام الحرم ہوٹل میں تھا جہاں سے کعبہ شریف چند قدم کے فاصلے پر ہے۔ ہم نے بفضل اللہ دن اور رات کے ہر حصے میں طواف اور نوافل کی توفیق پائی۔ لیکن کسی وقت بھی زائرین کے ہجوم میں کمی محسوس نہ ہوئی۔ ایرانی اور ترکی حجاج کثیر تعداد میں تھے۔ ان کے قافلے وطن سے ہی پورے نظم کے ساتھ خشکی کے راستے سفر کر کے آتے ہیں اور اسی طریق سے واپس جاتے ہیں۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں ان کی اپنی قیام گاہیں پہلے سے مقرر ہیں۔ اس انتظام کے نتیجے میں ترکی اور ایرانی حجاج کو بہت سی سہولت رہتی ہے۔ طواف کے دوران میں بھی ان کے حجاج اکٹھے رہتے ہیں۔ ایرانی حجاج کی ٹولی تو طواف کے دوران میں بازو میں بازو ڈال کر ایک مضبوط زنجیر بنا لیتی ہے جس سے انہیں تو سہولت رہتی ہے اور خواتین اور ضعفاء کو درمیان میں رکھنے سے ان کی حفاظت بھی ہو جاتی ہے لیکن یہ طریق بعض دفعہ دوسرے حجاج کے لئے اذیّت کا موجب ہوتا ہے۔ حجرِ اسود مقامِ ملتزم اور مقامِ ابراہیم کے درمیان جگہ محدود ہونے کی وجہ سے ہجوم کا یہاں زور ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی ہدایت ہے کہ طواف کے دوران میں خصوصیت سے حجرِ اسود کے قریب دھکّا پیل نہ ہونی چاہیئے تا کہ کسی کی اذیت کا موجب نہ ہو۔ ترکی حجاج نسبتاً اطمینان سے طواف کرتے دیکھے گئے۔ ان کی پہچان ان کے تلفظ سے بھی ہو جاتی ہے۔ ان میں سے اکثر تکبیر میں اللہ اکبر کا تلفظ اللہ اچبر کرتے سنائی دیتے ہیں۔ ممکن ہے یہ لاطینی رسم الخط کا نتیجہ ہو۔ واللہ اَعلم بالصّواب۔ 20 کی صبح کو حجاج مکہ معظمہ سے طلوعِ آفتاب کے بعد روانہ ہو کر منیٰ پہنچے۔ لاریوں اور موٹروں کی کثرت کی وجہ سے بہت اژدھام تھا۔ کثیر تعداد حجاج کی مکہ معظمہ سے منیٰ، منیٰ سے عرفات، عرفات سے مزدلفہ، مزدلفہ سے منیٰ اور منیٰ سے واپسی مکہ معظمہ تمام مناسک حج پیدل ادا کرتی ہے۔ حج کے ایام شروع ہونے کے ساتھ ہی ہر سمت سے آنے والے حجاج بیت اللہ کی طرف سے تلبیہ شروع ہو جاتی ہے۔...

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْک۔ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْک۔ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَک۔ احرام باندھنے کے ساتھ ہی تین بار تلبیہ کی جاتی ہے۔ دنیا کے ہر گوشے سے جو نہی کوئی حاجی حج کے ارادے سے عازمِ ارضِ حجاز ہوتا ہے وہ تلبیہ کی آواز کرنا شروع کر دیتا ہے اور ایام حج میں متواتر تلبیہ کا ورد ہوتا ہے۔ اب یہ بھی انتظام ہے کہ ان ایام میں مکہ معظمہ سے ریڈیو پر متواتر تلبیہ کا ورد ہوتا ہے۔ چنانچہ مدینہ منورہ سے واپسی کے سفر میں کار کے ریڈیو پر متواتر تلبیہ کا ورد سنائی دیتا تھا اور ہم بھی تلبیہ کرنے میں شامل رہتے تھے۔ اگر ریڈیو بند کر دیا جاتا یا کسی وقت ریڈیو پر تلبیہ کا ورد سنائی نہ دیتا تو ہم اپنے طور پر تلبیہ میں مصروف رہتے اور یہی حالت بقیہ ایام حج میں تھی ... لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْک۔ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْک۔ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَک۔ جب مسنون دعاؤں اور مناجات میں ذہن اور زبان مصروف نہ ہوتے تو تلبیہ کے کلمات زبان پر جاری رہتے اور دل و دماغ پر ایک ولولے کی کیفیت طاری رہتی۔ ریڈیو پر تلبیہ کا ورد اس قدر شیریں لہجے میں ہوتا تھا اور تلبیہ کے کلمات دل میں ایسی والہانہ کیفیت پیدا کر دیتے تھے کہ آنکھیں متواتر پُرنم رہتی تھیں۔ مدینہ منورہ کے قیام کے دوران میں طبیعت زیادہ تر درود شریف کی طرف مائل رہتی

تھی۔ علاوہ مسنون صلوٰۃ اور سلام کے یہ عاجز اکثر اوقات حضرت مسیح موعود کے اپنے الفاظ میں حضورؑ کی طرف سے حضورؑ کے آقا اور محبوب ﷺ پر درود بھیجنے میں مصروف رہتا تھا۔

یا ربِّ صلِّ علیٰ نبیّک دائماً فی ھٰذہ الدّنیا و بعثٍ ثانی۔ ایام حج میں بھی ان الفاظ میں درود بھیجنے کی سعادت متواتر حاصل ہوتی رہی۔ کان ھٰذا من فضل ربّی۔ مکہ معظمہ سے منیٰ جاتے ہوئے ان تمام کیفیات میں شدّت پیدا ہو گئی۔ دل پگھلا ہوا، زبان ذکر سے تر اور آنکھیں جاری تھیں۔ دائیں بائیں آگے پیچھے جوان، معمر، مرد، عورت، گورے، کالے شمال اور جنوب سے مشرق اور مغرب سے دنیا کے کناروں سے کشاں کشاں لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْک۔ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْک۔ اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَک۔ کا ورد کرتے ہوئے سوار اور پیدل شاداں و فرحاں وَلِلّٰہِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا (آل عمران:98) کے فرمان کی تعمیل میں اور۔ وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ (سورۃ الحج:28) کی پُر شوکت پیشگوئی کو سال بہ سال قرناً بعد قرنٍ پورا کرتے ہوئے بصد شوق اور بہزار نیاز مندی بڑھتے چلے جارہے تھے۔ سب چہرے بشاش، سب آنکھیں روشن، سب لبوں پر مسکراہٹ، بلا امتیاز بندہ نواز بلا تفریق محمود و ایاز ایک ہی آقا کے غلام کفن باندھے ہوئے گویا میدان حشر کی جانب کھچے چلے جارہے تھے لیکن خوف وہراسانی میں نہیں بلکہ اپنے رب کی رحمت کی امید میں اس کے غفران پر تکیہ کئے ہوئے چہرے وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَۃٌ ۔ ضَاحِکَۃٌ مُّسْتَبْشِرَۃٌ (عبس:39-40) منیٰ میں کچھ حجاج کا قیام مکہ معظمہ کی طرح عمارتوں میں بھی ہوتا ہے لیکن بیشتر حصے کا قیام معلمین کے زیر انتظام خیموں میں ہوتا ہے۔ تشریفات کے مہمانوں کا انتظام مہمان خانوں میں تھا جہاں سب سہولتیں میسر تھیں، کھانا ہوٹل کی نسبت زیادہ لذیذ تھا۔ اگرچہ مارچ کا مہینہ تھا لیکن موسم میں ابھی سے خاصی گرمی تھی۔ منیٰ میں تمازتِ آفتاب سے محفوظ رہنے کے لئے چھتری کی ضرورت محسوس ہوتی تھی۔ پہلے زمانوں کی نسبت پانی آسانی اور فراوانی سے میسر آتا تھا۔ فالحمد للہ پینے کے لئے ٹھنڈے مشروبات منیٰ ہی میں نہیں عرفات اور مزدلفہ میں بھی ملتے تھے۔ معلمین کے انتظام کے ماتحت کیمپوں اور خیموں میں حجاج کے قیام اور طعام کا انتظام مختلف درجوں کا تھا۔ اکثر معلمین اپنے مہمانوں کے لئے ہر قسم کی سہولت مہیا کرنے کی سعی کرتے ہیں لیکن بعض اس معیار پر پورے نہیں اترتے۔ بعض حکومتوں کی طرف سے اپنے حجاج کے اس حکومت کے عمّال (آفیسرز۔ ناقل) کی براہ راست نگرانی میں سب انتظام کیا جاتا ہے۔ مثلاً ترکی اور ایرانی حکومتوں کے علاوہ انڈونیشیا کی حکومت بھی اپنے حجاج کے لئے اپنے عمّال کی زیر نگرانی انتظام کرتی ہے جس سے ان کے حجاج کو بہت سہولت رہتی ہے۔ پاکستانی حکومت کی طرف سے مکہ معظمہ، منیٰ وغیرہ میں طبّی امداد کا انتظام ہوتا ہے اور خود پاکستانی سفیر کبیر اور ان کے افسران اور عملے کے اصحاب حجاج کو ہر قسم کی سہولت مہیا کرنے میں سعی کرتے ہیں اور ایک خاصی تعداد حجاج کی ان کی مہمان بھی ہوتی ہے۔ منیٰ میں ایک وسیع عمارت میں پاکستانی سفارت خانے کا دفتر اور مہمان خانہ قائم ہوتا ہے۔ لیکن بعض امور ابھی مزید توجہ کے محتاج ہیں۔ مثلاً میری دانست میں سفارت خانے کی طرف سے معلمین کے انتظام کی مزید نگرانی کی ضرورت ہے۔ ایک مفید اقدام یہ ہو سکتا ہے کہ جن معلمین کی طرف سے حجاج کی سہولت کے لئے خاطر خواہ انتظام نہ کیا جاتا ہو ان کے متعلق حکومت کو رپورٹ کی جائے اور ہر سال حکومت بروقت پاکستان میں اعلان کر دیا کہ فلاں معلم کی طرف سے حجاج کے آرام کا خاطر خواہ انتظام نہیں کیا جاتا تا کہ حجاج اپنے آپ کو ایسے معلمین کے سپرد کرنے میں احتیاط کریں۔

عرفات کو جاتے ہوئے منیٰ میں ایک دن رات قیام ہوتا ہے۔ پانچ نمازیں یہاں ادا ہوتی ہیں۔ عزیز انور احمد اور میں عصر کی نماز کے بعد جب اپنی قیام گاہ پر واپس آئے تو عزیزہ امینہ نے کہا آج گرمی کی شدت تکلیف دہ محسوس ہو رہی ہے۔ اس پریشانی میں میں نے اللہ تعالیٰ سے جو دعا کی ہے معلوم نہیں ایسی دعا جائز بھی ہے یا نہیں۔ میرے دریافت کرنے پر بتلایا میں نے کچھ اس رنگ میں دعا کی ہے الٰہی ہم تیرے عاجز بندے ہیں اور تیری رضا کے حصول کے لئے تیرے فرمان کی تعمیل میں بیت اللہ کے حج کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ جہاں تُو نے فرمایا ہے طواف کرو ہم نے طواف کیا ہے، جہاں تو نے فرمایا ہے سعی کرو ہم نے سعی کی ہے، جو تیرے فرمان ہیں وہ سب تیری عطا کردہ توفیق سے بجالائیں گے۔ لیکن ہم آخر تیرے مہمان ہیں، گرمی کی شدت ہو رہی ہے کل ہم سب عرفات کے میدان میں حاضر ہوں گے تجھے سب قدرت ہے تو رحم فرما اور کل کا دن ٹھنڈا کر دے۔ میں نے کہا ایسی دعا بے شک جائز ہے اللہ تعالیٰ مالک ہے لیکن اپنے بندوں کی ناز برداری بھی کرتا ہے کیا عجب کہ تمہاری دعا کی یہ ادا اللہ تعالیٰ کو بھا جائے اور وہ ویسا ہی کر دے۔ دوسری صبح فجر سے قبل میں نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا آسمان بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا اور ٹھنڈی خوشگوار ہوا چل رہی تھی۔ دل کی عجیب کیفیت ہوئی۔ عزیزہ امینہ سے کہا لو تمہاری دعا کو شرفِ قبولیت بخشا گیا۔ تمام دن موسم خوشگوار رہا اور بادِ نسیم جاری رہی۔ ظہر اور عصر کے بعد بادل تو چھٹ گئے لیکن ہوا میں پھر بھی خنکی رہی ایک دو بار دن میں کچھ بوندا باندی بھی ہوئی۔ 21 کی صبح کو طلوعِ آفتاب کے بعد منیٰ سے عرفات روانہ ہوئے۔ یہ حج کا دن تھا اس دن حجاج کی بڑی کثرت تھی لیکن عرفات پہنچنے اور وہاں سے اسی شام مزدلفہ واپس پہنچنے کا انتظام بہت اچھا تھا۔ گرد و غبار و لازم تھا لیکن اتنا نہیں جس کا اندیشہ ہو سکتا تھا۔ بحمد للہ موسم خوشگوار تھا۔ تشریفات کی طرف سے یہاں بھی انتظام قابل ستائش تھا۔ ہر خیمے کے باہر مہمانوں کے نام درج تھے۔ اگرچہ تشریفات (سرکار۔ ناقل) کے مہمانوں کی تعداد تین ہزار سے زائد تھی لیکن یہاں بھی میدان میں ہر سہولت میسر تھی۔ اگرچہ حجاج ہونے کی حیثیت سے ہر مہمان کمال سادگی سے یہ مبارک دن ذکرِ الٰہی، استغفار، درود، تلاوت قرآن کریم اور مناسک کے بجالانے میں صَرف کرنے پر آمادہ تھا۔ لیکن تشریفات کی طرف سے مہمان نوازی کے نظام کا تجربہ نہایت خوشکن تھا اور بے ساختہ جلالۃ الملک اور ان کے کارکنوں کے حق میں دلوں سے مخلصانہ دعائیں بلند ہوتی تھیں۔ تشریفات کی مہمان نوازی عام مہمان نوازی کی مانند نہیں تھی۔ اس کے بہت سے پہلو تھے اور ہر پہلو کے متعلق بہت خاطر خواہ انتظام تھا۔ جدّہ پہنچنے پر استقبال، جدّے میں ہر مہمان کی سہولت اور خواہش کے مطابق قیام و طعام اور وسائل آمد و رفت کا انتظام، مدینہ منورہ جانے آنے کے سفر کا انتظام اور وہاں کے قیام و طعام کا انتظام۔ اسی طرح منیٰ، مزدلفہ میں تمام ضروری انتظامات، منیٰ میں واپسی، طواف وداع، جدّہ میں واپسی اور جدّہ سے رخصت تک سب ضروری انتظامات۔ یہ سب کچھ ایسی عمدگی سے سرانجام دیا جاتا ہے کہ کسی خاص تکلف کا احساس نہیں ہوتا اور ہر ضرورت بروقت پوری ہوتی ہے اور ہر سہولت میسر ہوتی ہے۔ ایک مقام پر مہمانوں کی ایک بڑی تعداد کے لئے تمام انتظامات کا اِنصرام کوئی ایسا مشکل منصوبہ نہ سہی مختلف مقامات پر چند مہمانوں کے لئے تفصیلی انتظام کوئی اتنا بڑا کارنامہ نہ سہی لیکن ہزاروں مہمانوں کیلئے مختلف مقامات پر ان کی ضروریات اور عادات کے مطابق خاطر خواہ اور ہر پہلو سے آرام دہ اور تسلی بخش انتظام حُسنِ کارکردگی کا ایک نہایت اعلیٰ نمونہ تھا جس کا ایام حج میں دو ہفتوں سے زائد کے دوران میں ہمیں اور باقی سب مہمانوں کو دل خوشکن تجربہ ہوا اور ہر مرحلے پر ہمارے دل میزبانوں کے شکر اور احسان کے احساس سے لبریز رہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

عرفات کے دن ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کی جاتی ہیں اور امام خطبہ دیتا ہے جس کا سننا مسنون ہے اب ریڈیو پر نشر کئے جانے کی وجہ سے تمام حجاج آسانی سے اسے اپنی قیام گاہوں میں بھی سن سکتے ہیں لیکن غروب آفتاب سے قبل عرفات سے روانگی جائز نہیں۔ چونکہ صاحب المعالی السید اسمٰعیل الازہری صدر سوڈان مہمان خصوصی تھے اس لئے ان کی عرفات سے روانگی گویا حجاج کے لئے عرفات سے روانہ ہونے کی اجازت کے مترادف تھی۔ تشریفات کے مہمانوں کی سواریاں بھی مہمان خصوصی کی سواری کے پیچھے ایک ترتیب سے قطار بند ہو چکی تھیں۔ اس انتظام کے نتیجے میں سب مہمان عرفات سے روانگی کے نصف ساعت کے اندر بسہولت مزدلفہ پہنچ گئے۔ یہاں ایک وسیع احاطہ قناتوں کے حلقے میں مہمانوں کے لئے مخصوص تھا۔ یہاں پہنچتے ہی سب لوگ مغرب اور عشاء کی نمازوں کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ یہ دونوں نمازیں بھی جمع کی جاتی ہیں۔ ریگستانی میدانوں میں غروب آفتاب کے ساتھ ہی گرمی ختم ہو جاتی ہے اور رات جلد خشک ہو جاتی ہے ہمیں پاکستان ہی میں متنبہ کر دیا گیا تھا کہ مزدلفہ کی رات کی سردی سے بچاؤ کے لئے کمبل ساتھ ہونے ضروری ہیں چنانچہ ہم نے جدہ سے اپنے طور پر یہ انتظام کر لیا تھا لیکن مزدلفہ پہنچنے پر گدیلے تھے اور کمبل تشریفات کی طرف سے موجود پائے۔ ہمارے پاس جو کمبل تھے وہ بھی بعض مہمانوں کی آسائش کا باعث ہوئے، فالحمد للہ۔

نمازوں سے فارغ ہوتے ہی کھانا تیار تھا۔ کھانے سے فراغت کے بعد نوافل کا وقت میسر آ گیا۔ نصف شب کے بعد مزدلفہ سے منی روانگی شروع ہو گئی۔ اس اثناء میں مجھے غالباً گردوغبار کے اثر سے زکام اور گلے میں خراش کی تکلیف شروع ہو گئی۔ ہمارا ارادہ تو تمام شب مزدلفہ میں گزارنے کا تھا لیکن ہمارے مرافق نے جو تشریفات کی طرف سے ہماری رہنمائی اور سہولت کے لئے منیٰ سے ہمارے ساتھ تھے اصرار شروع کیا کہ منیٰ کی واپسی کا وقت ہو گیا ہے میرے اطمینان کے لئے وہ مجھے مہمانوں کے احاطے سے باہر سڑک پر لے گئے اور میں نے دیکھا کہ سڑک پر منیٰ جانے والے حجاج اور ان کی سواریوں کا ہجوم ہے۔ چنانچہ مہمانوں کے احاطے میں واپس آ کر ہم نے مطلوبہ تعداد سے کچھ زائد کنکریاں چن لیں اور منیٰ واپس جانے کیلئے تیار ہو گئے۔ سڑک پر اس وقت بھی خاصا ہجوم تھا لیکن معلوم ہوا کہ بعد میں بتدریج بڑھتا گیا اور دن کے وقت تو سواریوں کی رفتار اس قدر دھیمی ہو گئی کہ مشکل سے ایک گھنٹے میں ایک کلومیٹر طے ہوتا۔ ہمارے وہ دوست جنہوں نے جلسے میں ہمیں مزدلفہ کے لئے کمبل عنایت کئے تھے اپنے گھر کے لوگوں کے ساتھ اپنی کار میں تھے وہ کہیں عصر کے وقت منیٰ پہنچے۔ 22 مارچ کو رمی سے فارغ ہو کر قربانی کا انتظام تھا۔ 23 کو جلالۃ الملک (شاہ فیصل۔ ناقل) کی خدمت میں باریابی کا شرف حاصل ہوا اور مکہ معظمہ حاضر ہو کر طواف وداع کی سعادت حاصل کی۔ فریضہ حج کی ادائیگی کی توفیق ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا ساتھ ہی دل میں حسرت لئے ہوئے منی واپسی لوٹے کہ کم سے کم ایک بار پھر حج بیت اللہ کی توفیق میسر آئے پہلی بار کے تجربات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دوسری بار کوتاہیوں اور غفلتوں میں ضرور کمی ہو گی اور فضل اللہ مناسک کے کماحقہ ادا کرنے اور کسبِ خیر کے مواقع سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کا امکان بھر گا۔ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر

24 کو منیٰ سے جدہ لوٹے۔ عزیز انور احمد اور عزیزہ امینہ تو اسی شام روانہ ہو گئے۔ میں 26 کی صبح کو جدے سے روانہ ہو کر اور بیروت سے طیارہ تبدیل کر کے سہ پہر کو لندن پہنچ گیا۔ فالحمد للہ۔ (تحدیث نعمت۔ 692 تا 697)

“Who remember me after my journey to God! Hello my all students Bachoo Guss!”

Who can say these words. I know most of Alumni college members must known him because he was the great personalty whom one can not forget. I don’t want to tell his name but I know he belong to the village Deena situated near Jhelum. He resumed his job in T. I. College might be the year 1950 or some time early than? Because I know him when I was like five six years old he use to sit near the college gate with keeping bundle of keys and big Huka (hablebuble). The map of the college was when you step in side gate there was a college office. Next to the office there were two office Rooms. One was our beloved principal Mirza Nasir Ahmad sahib the other one give to my father shaikh Mahboob Alam Khalid and then starts varanda (long path then there was a Labartry of science and office of Mian Ataur Rehman Sahib and then about 200 hundreds yards there was another office for Habibullah khan sahib and big play ground there and then there was building in this building one professor name Faizi sb lived. Then on your left hand was big students Hostele. And next to it some classrooms and residence of of our Ch. Mohammad Ali Sahib and a big excercise area building and big white stoned library building. In the side room of our one Sahabi Hazrat Arjamand Khan sahib lived and Moulvee Mohammad Din Sahib liberarian lived and next to this building there was mosque. This was very cool and comfortable even no air conditioner was there. There was a big building where senior students and Sufi Bashart ur Rehman Sahib used to live. Then next to this was food area where very nice delishious food was cooked and served to students. I can remember this was a year 52 or 53 Ch. Sir zufferallh Khan the Foreign minister of Pakistan was the chief guest visited college in convocation and it was my pleasure to shaking hand and got first prize in staff children’s Race in College Sports. There are lot memories but we were talking about the services of of SHADI Khan for college when college shifted from Lahore to Rabwah, Shadi Khan also moved who did long time service till he passed away, this has been informed. By the principal to some retired professor about his death then. Ahmadis professor decided to carry body to his native twin they arranged big Van they traveled with body to Deena and they talked with MPS of this Area and try to get knowledge about his any relative but invain then decided to his burial there graveyard located this location this has been by my brother professor Monowar. Shamim Khalid who also has passed away in February 2020 may Allah tala give them high status in haven and should remember those for long heathy life and save from Covid 19 Ameen.

It will be appreciated this be published in USA Almanar and other Uk and Germany too.

(Khalid Hamid -Centrel Jursy)

مہدی آباد میں ٹکوسا کے زیر انتظام تقریب مشاعرہ

مہدی آباد 29 اکتوبر 2022

بروز ہفتہ 10 ممبران تعلیم اسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی فرینکفرٹ سے مہدی آباد کے لئے ICE ٹرین سے Hamburg کے لئے روانہ ہوئے وہاں Nord Germany میں تعلیم اسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس کی یہ پہلی ادبی مجلس منعقد ہونی تھی جس میں بہت سے ممبران ہمبرگ اور دیگر شہروں سے بھی شامل ہوئے۔ مہمانوں اور دوستوں کے علاوہ ہمبرگ سے SPD کے ممبر پارلیمنٹ Malik Gulfam صاحب بھی شامل ہوئے ۔ فرینکفرٹ سے آئے ہوئے مہمانوں کے لئے ہمبرگ Hauptbahnhof پر 4 دوست استقبال کے لئے موجود تھے۔ یہاں سے ممبران کو بذریعہ کار مہدی آباد کے لئے روانہ لیجایا گیا یہ تقریبا 45 منٹ کا فاصلہ تھا۔ مہدی آباد میں بہت بڑی تعداد میں ممبران استقبال کے موجود تھے۔ کھانے سے قبل مہدی آباد کی سیر کی گئی اور اس جگہ کا تعارف کروایا گیا۔ پر تکلف کھانے اور نمازوں کی ادئیگی کے بعد اس ادبی محفل کا نہایت خوبصورتی سے سجائے گئے بڑے ہال میں تلاوت قرآن مجید سے آغاز ہوا۔

اس پروگرام کے دو حصے تھے: پہلا حصہ ایسوسی ایشن اور ممبران کا تعارف پر مشتمل تھا اور دوسرا حصہ مشاعرہ تھا
مکرم حبیب اللہ طارق صاحب مکرم چوہدری کولمبس خان صاحب اور چوہدری منیر باجوہ نے نہایت محنت سے اس پروگرام کو ترتیب دیا اور ممبران کے علاوہ بشیر الدین صاحب چوہدری منیر احمد صاحب کے ساتھ اور بہت سے ممبران نے بہت تعاون کیا۔ اس موقعہ پر ریجنل امیر مکرم عبدالروف صاحب۔ مکرم سلیم احمد طور صدر صاحب جماعت اور ہمبرگ، کیل ہوزم سے مہمانوں نے پروگرام میں شامل ہو کر رونق بڑھائی۔ پروگرام کے کامیاب انقعاد پر دلی مبارک باد دیتے ہوئے Nord ریجن کے ممبران اور عاملہ کے لئے دِلی دعا کی جاتی ہے۔

والسلام

خاکسار

عبدالغفور ڈوگر۔ صدر ٹکوسا جرمنی

Ahmadiyya Muslim Jamaat
Mahdi Abad
Bait-ul-Baseer
Ahmadiyya Muslim Jamaat
Mahdi Abad

Ahmadiyya Muslim Jamaat

لا اله الا الله محمد رسول الله

لا اله الا الله محمد رسول الله

لا اله الا الله محمد رسول الله

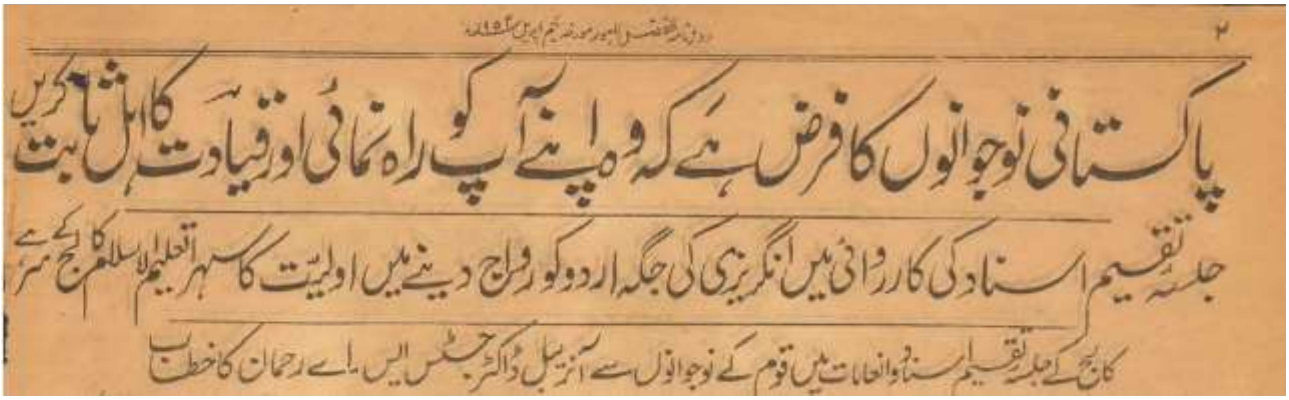

پاکستانی نوجوانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو راہ نمائی اور قیادت کا اہل ثابت کریں

جلسہ تقسیم اسناد کی کارروائی میں انگریزی کی جگہ اردو کو رواج دینے میں اولیت کا سہرا تعلیم الاسلام کالج کے سر ہے

کالج کے جلسہ تقسیم اسناد و انعامات میں قوم کے نوجوانوں سے آنریبل ڈاکٹر جسٹس ایس۔ اے رحمان کا خطاب